رفع الالتباس

عن مسائل اللباس

۱۳۰۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین

الحمد للہ علی خطابہ لنبیہ فی کتابہ بقولہ قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق والصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا محمد عبدہ ورسولہ المبعوث الی کافۃ الناس بالحق والصدق وعلی الہ الاصفیا وصحبہ الاتقیاء ومن تبعھم بالاحسان من اھل العلم والصدق اما بعد اس زمان قیامت نشان میں جہاں اور بہی جناب منکرات شائع ہین وہان ایک یہ منکر بہی درمیان عامۂ مسلمین ومومنین کے رائج الوقت ہے کہ اہل اسلام واصحاب ایمان نے لباس سنت دین حق کا چہوڑکر لباس اہل باطل کا پسند کیا ہی اور شکل ہیئت قلب کے قالب کی صورت بہی بدل دی ہے

جب کوئی طائفہ فسق و فجور کوئی طرز جدید لباس میں نکالتا ہے یا اہل کفر کوئی تراش خراش ایجاد کرتی ہیں تو سب سے اول یہی فرقۂ مسلمہ اوسکو اپنے لیے اخذ کرتا ہے حتی کہ یہ لوگ آپکو خاندانی مسلمان کہے جاتے ہیں فسبحان اللہ وبحمدہ سیرت و صورت دونون تو خلاف دین حق و سنت پیغمبر برحق ہیں لیکن اسلام میں بٹا نہیں آتا رِیِّ تر سا ہو یا جامۂ جوگی پیرہن مجوسی یا لباس ہنود ہی بہبود اوسکے پہننے اور اختیار کرنے میں کچھہ پروا زیان ایمان و نقصان اسلام کی نہین ہے گویا یہ حدیث مرفوع ابن عمر من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ احمد وابو داود منسوخ ہو چکی ہے حالانکہ بعموم خود شامل جملہ وجوہ مشابہت و تشبہ صوری و معنوی و ظاہر و باطنی ہے ہر امر دینی و دنیاوی میں اسی حدیث شریف کی شرح کتاب اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ اصحاب الجحیم ایک مجلد ضخیم ہے مجھے اس جگہہ فقط ذکر کرنا آداب لباس نبوی کا مقصود ہے جملہ اسباب تشبہ بالغیر کا اور یہہ بھی اس نیت سے کہ عامۂ اہل دین اپنی وضع قدیم سے جو کہ زی صالحین و علماء راسخین و عوام مومنین و خواص مسلمین تھے منحرف نہون اور جو قطع و برید خلاف طریقۂ ماثور یا موافق بدعت مشہور ہو اوس سے دور رہیں کیونکہ ظاہر عنوان باطن کا ہوتا ہے الا ما شاء اللہ تعالی و لہذا کہا ہے ؎

وتشبھوا ان لم تکونوا مثلھم ۔ ان التشبہ بالکرام فلاح

اور شیخ سعدی علیہ الرحمتہ فرماتی ہین ؎

ھر کرا جامہ پارسا بینی ، پارسادان و نیک مرد انگار

یہ بات باعتبار اکثر احوال کے کہی ہے نہ کلیۃً اس لیے کہ بعض مواقع مین برخلاف اس کے بھی تجربہ ہوا ہے بہرحال مسلمان کو اپنی ہیئت و شکل اسلامیہ پر رہنا اور دوسری کی زی و وضع سے بچنا واجب متحتم ہے اگرچہ کوئی سی بھی وضع مانع عصیان یا جالب نفع نہین ہوتی ہے معصیت و طاعت کا علاقہ زیادہ تر دل سے ہے اذا صلحت صلح الجسد کلہ واذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب رتبہ جوارح سو جب اون کی بھی اصلاح کیجاتی ہے اور مقدمین ہوتا ہے تو صورت و سیرت کا اتحاد ثمرہ سعادت و مغفرت کا دیتا ہے اور نفاق عمل سے نجات بخشتا ہی ورنہ حدیث مین آیا ہے کہ ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولکن ینظر الی قلوبکم و نیاتکم او کما قال اور فرمایا ہے التقوی ھاھنا اور قرآن شریف مین آیا ہے ولباس التقوی ذالک خیر اور فرمایا ہے خذوا زینتکم عند کل مسجد الآیہ غرض اصلی اختیار لباس سی ستر عورت ہے جسکا حکم قرآن و سنت دونوں مین آیا ہے بدت لھما سوآتھما وطفقا یخصفان علیھما من ورق الجنۃ اور فرمایا وانزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا اب بعد معلوم ہو جانے اس تمہید کے ذکر آداب لباس کا کیا جاتا ہے اس بارے مین الوالمجمد

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے ایک رسالہ مختصر پانچ ورق کا لکھا ہے اوسی کی ترتیب اس جگہہ مع ترجمہ و حشی زائد کے مقرر رکھی گئی ہے اور احادیث کو اصل رسالہ پر مع فوائد زوائد کی اضافہ کیا گیا ہے ہرچند اس کارروائی مین کسی قدر تکرر ہے لکن اوس کے ساتھہ ہی ایضاح تقریر ہے ہی شاید اس جامعیت کا کوئی دوسرا رسالہ کم میسر ہو و باللہ التوفیق وہو المستعان وعلیہ التکلان مقصد منہ لفظ لباس مصدر ہے بمعنی ملبوس جیسے کتاب بمعنے مکتوب اور یہ اسم لباس شامل ہے دستار و پیرہن و جبہ و کلاہ و ردا و ازار و نعلین و نحوہا کو جو کہ پہننے مین آتے ہین سو لباس حضرت سید الانبیاء و سند الاصفیاء محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کا اکثر سفید کپڑے کا تہا اور آپ سفید لباس کو بہت دوست رکہتے تہے چنانچہ حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے البسوا من ثیابکم البیض فانہا من خیر ثیابکم و کفنوا فیہا موتاکم رواہ ابی داود والترمذی و قال حسن صحیح و ابن حبان فی صحیحہ صیغہ امر کا اپنی اصل وضع مین واسطے وجوب کے آتا ہے جبتک کہ کوئی صارف موجود نہو سو اس جگہہ صارف کا وجود نہین ہے معنی حدیث کے یہ ہوئی کہ تم سفید کپڑے پہنو کہ یہ بہتر جامہ ہے تمہارا اور اسی سفید جامہ مین تم اپنی مردون کو بہی دفن کرو اس جگہہ سے معلوم ہوا کہ کفن رنگین نہو کوئی سا بہی رنگ کیون نہو سو اسفید کے ثمرہ کا

لفظ رفعایہ ہے البسو البیاض فانہا اطہر واطیب وکفنوا فیہا موتاکم
رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح والنسائی وابن ماجہ والحاکم
وقال صحیح علی شرطہما حدیث اول مین جامہ سفید کو خیر ثیاب فرمایا تھا
اور اس حدیث مین اطہر واطیب کہا یہ تین وصف ہوئی طہارت وطیبت
وخیریت اور حدیث ابو الدردا مین وصف احسنیت کا بھی زیادہ کیا ہی
اور فرمایا ہی احسن ما زرتم اللہ فی قبورکم ومساجدکم البیاض رواہ ابن ماجہ
اس کی سند مین کچھ ضعف ہے معلوم ہوا کہ مسلمان کے لیے جامۂ سفید حالت
ممات وحیات دونون مین احسن ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ سفید کو اطیب
واطہر اس لیے کہا ہے کہ وہ اوس رنگ پر باقی ہے جس پر اللہ نے اوسکو پیدا
کیا تھا کما اشار الیہ تعالی بقولہ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل
لخلق اللہ اور یہ معنی نہایت مناسب ہین بوجہ اقتران ما بعد کے کہ کفنوا
فیہا موتاکم ہے آمین گویا اشارہ ہے کہ تم سب حیات وممات مین فطرت اصلیہ
کی ساتھ رجوع الی اللہ کرو وہ فطرت جو کہ مشابہ بیاض ہی یعنی نور توحید
جبلی کہ اگر انسان کو اور اوس کی طبیعت کو چھوڑ دین تو خود آپ توحید کو حاصل
کریگا بغیر نظر کے طرف کسی دلیل عقلی ونقلی کے کیونکہ تغیر توحید مین عوارض
سے آتا ہے یا اطیب کے یہ معنے ہین کہ نرا سفید ہے نہ مختلط بالوان دیگر
اور اطہر کے یہ معنے کہ بار بار دہونے مین بسبب میل کچیل کے آتا ہے بخلاف

و مساجد و جمعہ و جماعت میں جامۂ سفید کا پہننا افضل ہے اور عیدین میں قیمتی
کپڑے کا واسطے اظہار مزید نعمت کے و لہٰذا حضرتؐ عیدین و جمعہ میں لال
دھاری کی چادر اوڑھتے تھے واللہ اعلم شیخؒ کہتے ہیں کہ فقیہ ابو اللیثؒ نے
بستان میں کہا ہے یستحب البیض من الثیاب یعنی سفید کپڑا پہننا مستحب ہے
اور شرعۃ الاسلام میں ہے احب الالوان البیاض والنظر الی الخضر یزید
فی البصر یعنی رنگ سفید سب رنگوں میں خوبتر ہے اور نظر کرنا طرف رنگ
سبز کے بینائی کو زیادہ کرتا ہے وقد لبس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
الرداء الاخضر ولبس الاخضر سنۃ اور حضرتؐ نے چادر سبز اوڑھی ہے
سبز کپڑا پہننا سنت ہے ویجتنب الرجال الحمرۃ والصفرۃ من الثیاب
اور مرد سرخ زرد کپڑا پہننے سے بچیں انتہی میں کہتا ہوں اہل جنت کی صورتیں
قاطبۃً سفید ہونگی جس طرح کہ اہل نار سیاہ رو ہونگے اور لباس اہل جنت کا
سبز ہوگا جس طرح کہ لباس اہل دوزخ کا سیاہ ہوگا اسی جگہ سے یہ بات
ہے کہ دنیا میں بھی اکثر لوگ گورے رنگ والی کو خوبصورت اور کالی کو
بدصورت کہتے ہیں اگرچہ اس جگہ کے رنگ و روپ کا کچھ اعتبار نہیں ہے
اعتبار ایمان کا ہے نہ الوان کا ملتقط میں کہا ہے لبس السواد لیس من السنۃ
ولا فیہ فضل بل کرہ جماعۃ النظر الیہ لانہ بدعۃ مستحدثۃ بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی سیاہ رنگ پہننا نہ سنت ہے اور

نہ کچھ فضیلت رکھتا ہے یا ایک جماعت فقہا کی نگاہ کرنا طرف رنگ سیاہ کے مکروہ رکھا ہے اس لیے کہ یہ بدعت بعد حضرت کے نکلی ہے انتہی اس میں شک نہیں کہ اگرچہ حضرت سے پہننا جامہ سیاہ رنگ کا ثابت ہوا ہے لیکن تمام جامۂ سیاہ کا پہننا مروی نہیں ہے ہاں کسا دسیاہ پہنے ستھے روضۃ العلماء میں کہا ہے ان ابا حنیفۃ رح قال لبس السواد لایجوز لانہ کان لایلبسون ذلك فی زمانہ ویعد ونہ عیبا وقال ابو یوسف ومحمد یجوز لان فی زمانہما یلبسون ویتعرفون بہ یعنی ابو حنیفہ ناجائز اور صاحبین جائز کہتے ہیں میری نزدیک جواز و عدم جواز دونوں علی الاطلاق صحیح نہیں ہیں اور نہ تعلیلات مذکور درست ہیں بلکہ فی الجملہ جائز ہے جیسے دستار سیاہ یا لنگی کالی دہاری کی اور فی الجملہ ناجائز جیسے سراپا سیاہ واللہ اعلم کنز میں کہا ہے کہ لبس سواد مندوب ہی اور شرعہ میں کہا ہے کہ حضرت نی سیاہ عمامہ باندہا ہے اور اوسکا سرا درمیان سر و دوش لٹکایا ہے شیخ فرماتی ہیں کہ پگڑی باندہنے میں سنت یہ ہے کہ سفید ہوی آمیزش رنگ دیگر نکے اور حضرت کی دستار مبارک اکثر اوقات میں سفید ہوتی تہی اور کبہی سیاہ اور احیانا سبز اور بعض نے کہا ہے کہ وقت جنگ و غزا کے سر مبارک پر عمامہ سیاہ ہوتا تہا اور بعض نی کہا کہ بسبب سفر کے پگڑی سیاہ پڑ گئی تہی ورنہ اصل میں سفید تہی لکن مقرر یہ ہے کہ گاہ گاہ آپ نے دستار سیاہ و جامہ سیاہ پہنا ہے

ذکر طول و عرض دستار

شیخ کہتے ہین کہ دستار دستار آنحضرت صلعم کی سات گز یا آٹھ گز تھی اور وقت نماز پنجگانہ کی بارہ گز اور دن عید و جمعہ کی چودہ گز اور وقت جنگ و حرب کے پندرہ گز اور علمای متاخرین نے تجویز کیا ہے کہ سلطان و قاضی و مفتی و فقیہ و مشائخ و غازی اکتیس گز تک کی پگڑی سر پر باندہین تو جائز ہے واسطے وقار و تمکین و شہامت کی انتہے مین کہتا ہون یہ تجویز خلاف سنت ظاہرہ ہے ہرگز کرنا نچاہیے بلکہ یہ عمل بدعت ممنوع ہی سے

کنند گورپرستان زیارت زاہد   کہ زیر گنبد دستار زندہ در گورست

اسی طرح جو تفاوت دستار نبوی کا اندر گہر اور نماز و حرب کے بیان کیا ہے ماخذ اوسکا معلوم نہوا ظاہر احادیث یہی ہے کہ عمامہ شریف ہفت گز کا ہوتا تہا جزری نے کہا ہے مینے کتب کا تتبع کیا کہ مجہکو قدر عمامہ آنحضرت صلعم پر وقوف حاصل ہو نہوا یہان تک کہ مجہکو خبر دی اوس شخص نے جسپر مجہکو وثوق ہے کہ اوسنے کلام نووی مین دیکہا ہے کہ حضرت صلعم کا عمامہ قصیرہ سات گز کا اور عمامہ طویلہ بارہ گز کا ہوتا تہا انتہے شیخ کہتے ہین کہ دستار باندہنے مین سنت یہی کہ دستار دراز ہو نہ عریض اور عرض دستار کا نیم گز ہو کچہہ کم زیادہ کسر کے ساتہہ اس مین قصور و فتور نہین ہے اور اقل درازی سات گز ہے اور گز ۲۴ انگشت

یعنی ہو قبضہ کا سنت یہی کہ پگڑی بے باطہارت باندہے اور وقت باندہنے کے رو بقبلہ کھڑا ہو اور جب کہولے تو کور کو رگرد گرد کہولی ایک دفعہ نہ کہولی بلکہ جس طرح پیچ پیچ باندہا ہے اوسی طریق پیچ پیچ کہولے اور بعد باندہنے کی آئینے مین یا پانی مین یا مانند اوس کی کے اور شی مین دیکہکر سیدہی کرے اور مع نقش کے باندہے یعنی شملہ کے

ذکر شملہ کا

اسمین اختلاف ہے اکثر و اغلب اوقات حضرت پس پشت رکہتے اور احیانا بجانب دست راست اور جیب پر رکہنا بدعت ہی کذا قیل اور اقل مقدار شملہ کا سہ انگشت ہے اور اکثر ایک بالشت اور تطویل اوس کی متجاوز پشت سے بدعت ہی اور تخصیص ارسال شملہ کی بوقت نماز کے بہی موافق سنت کے نہین ہے ارسال شملہ کا مستحب ہی منجملہ سنن زوائد کے اور اوس کے ترک کرنے مین کوئی گناہ یا بی ادبی نہین ہے اگرچہ ارسال مین اوس کی ثواب و فضیلت ہے حدیث ابن عمرؓ مین آیا ہے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اعتم سدل عمامتہ بین کتفیہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب اور عبد الرحمن بن عوف نے کہا ہے عممنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسدلہا بین یدی ومن خلفی رواہ ابو داود یعنے ایک طرف عمامہ کی سامنے

چھوڑنا بھی اور دوسری طرف یعنی پشت یعنی دونون طرف شملہ چھوڑنا سینے پر اور پیٹھ پر۔ توضیح کہانے وارسال ذنب العمامۃ بین کتفین مندوب حدیث ضعیف مین آیا ہے کہ دو رکعت نماز ساتھہ عمامہ کے بہتر ہے ستر رکعت نماز بلا عمامہ سے اور چھوڑنا شملہ کا پس پشت مستحب ہے سنت موکدہ نہین ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی شملہ عمامہ کا چھوڑتے اور کبھی نہ چھوڑتے اور کبھی گردن سے نیچا ہوتا اور کبھی ایک سرا پگڑی مین اوڑس لیتے اور دوسرا سرا چھوڑ دیتے اور شملہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اکثر پس پشت ہوتا اور کبھی جانب یمین اور کبھی دو شملہ ہوتے درمیان دونو مونڈہون کے فقہاء کے پاس ارسال شملہ پر براہین قیاسیہ بہت ہین یہان تک کہ ارسال کو موکد جانتے ہین اور بعضے جانب چپ رکھتے ہین لکن اس کی سند قوی و معتبر نہین ہے بلکہ بدعت ہے اگرچہ بعض نے اس بارہ مین کچھہ لکھا بھی ہی اور علماء متاخرین بجز نماز پنجگانہ کے شملہ کا ارسال نہین کرتے بسبب طعن و تمسخر جہال زمانہ کے فتاوی حجہ و جامع مین کہا ہے ترک الذنب ذنب والرکعتین مع الذنب افضل من سبعین رکعۃ بغیر ذنب والذنب ستۃ انواع للقاضی خمس وثلاثون اصابع وللخطیب احدی وعشرون اصابع وللعالم سبع وعشرون اصابع وللمتعلم سبع عشر اصابع وللصوفی سبع اصابع وللعامی اربع اصابع انتہی تقسیم

شمار محض بے بنیاد اور مجرد رای و قیاس سے ہے کوئی دلیل اس تفرقہ پر عقل و نقل دونوں سے قائم نہیں ہے معلوم نہیں کہ حضرت شیخ رح نے کیوں تعقب اس قول پر ذکر کیا ہے افضلیت نماز سو اس میں شک نہیں ہے کہ نماز بی عمامہ سے نماز باعمامہ کو فضیلت حاصل ہے باعتبار وقار و سکینہ و اتباع سنت کے حدیث عبادہ میں فرمایا ہے علیکم بالعمائم فانہا سیماء الملائکة وارخو ہا خلف ظہورکم رواہ البیہقی فی شعب الایمان یعنی تم پگڑی باندہا کرو کہ یہ بانا ہے فرشتوں کا اور لٹکاؤ اوس کو پشت اپنے کلبی نے کہا ہے کہ فرشتے دن بدر کے زرد عمامے باندہکر آئے تھے وہ اون کے دوش پر فروہشتہ یعنی لٹکانہ کا لفظ مرفوعا یہ ہے فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس رواہ الترمذی فقال ہذا حدیث غریب واسنادہ لیس بالقائم یعنی فرق درمیان ہماری اور مشرکوں کے یہی عمامہ باندہنا ہے کلاہ پر یعنی ٹوپی پر پگڑی باندہتے ہیں اور وہ پگڑی بے ٹوپی کی باندہتے ہیں یا وہ فقط ٹوپی اوڑہتے ہیں بغیر پگڑی کے لکن اول اظہر ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جمع کرنے درمیان کلاہ و دستار کی اور مجرد کلاہ پر اقتصار کرنا زی مشرکین ہے انتہی چنانچہ نصاری فقط کلاہ ناشر دہ پر قصر کرتے ہیں اور عمامہ نہیں باندہتے بلکہ غالب اوقات میں برہنہ سری کلاہ و دستار رہتے ہیں اسطرح بنگالی استعمال

کلاہ کا نہیں کرتے اور اکثر ہنود دستار بے کلاہ استعمال میں رکھتے ہیں بنا
بر یہ سنت یا صورتیں خلاف سنت اسلام ہیں شیخ نے کہا ہے حدیث میں
آیا ہے جو بیٹھکر عمامہ باندھے یا کھڑے ہوکر ازار پہنے تو مبتلا کریگا اوس کو اللہ
ایسی بلا میں جس کی دوا نہیں ہے انتہے لیکن اس حدیث کی تخریج بیان
نہیں کی اسکی سند کو دیکھنا چاہیے کہ کیسی ہے پھر کہا ہے کہ اگر معذور
ہو یا زمین یا بیمار تو جائز ہے اور بعض کتب معتبرہ میں لکھا ہے کہ کوئی شخص
آپ کو اکثر اوقات میں لباس سیاہ و سبز سے مشہور کرے کہ یہ مکروہ و
ممنوع ہے چنانچہ حدیث ابن عمر میں فرمایا ہے من لبس ثوب شہرۃ فی الدنیا
البسہ اللہ ثوب مذلۃ یوم القیامۃ رواہ احمد وابو داود وابن ماجہ
اور اگر احیاناً ہو تو کوئی مانع نہیں ہے اور بہترین لباس جامہ سفید ہے
اور گھر میں ملوک و اغنیاء کے دستار سیاہ و سبز یا جامہ و پیرہن و ردا
سیاہ و سبز پہن کر نجائے کہ ممنوع ہے انتہے وجہ اس ممنوعیت کی غیر ظاہر
ہے اس کا ماخذ معلوم کرنا چاہیے

ذکر کلاہ کا

کلاہ دو قسم ہے ایک لاطیہ دوم ناشزہ لاطیہ وہ ٹوپی ہوتی ہے جو
سر سے متصل ہو اور ایسی ٹوپی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر
مبارک پر رکھی ہے اور ناشزہ وہ ٹوپی ہے جو سر سے متصل نہو بلکہ افراشتہ

ہو اور ایسی ٹوپی شعار طائفہ سیاہ ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمتر سر مبارک پر رکھی ہے اور بعض مشائخ اوسکو پہنتے ہیں سو یہ جائز ہے اور حضرت کبھی لاطیہ نیچے عمامہ کے پہنتے اور کبھی عمامہ بے لاطیہ کے باندھتے لکن حدیث متقدم رکانہ سے نہی عمامہ بے لاطیہ کی نکلتی ہے ابو کبشہ نے کہا ہے کان کمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطحا رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث منکر یعنی صحابہ کی ٹوپیاں سر سے لگی ہوئی تہین نہ بلند اکثر شراح نے کہا ہے کمام جمع ہے کمہ کی کمہ کلاہ مدور کو کہتے ہین کذا فی القاموس اور بعض نے کہا مراد کمام سے آستین ہے یعنی آستین فراخ تہی ایک بالشت تک نہ رومی و ہندی و پنجابی کہ تنگ و ست ہوتی ہے۔

ذکر عمامہ کا

طریق عمامہ باندھنے کا یہ تہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گول باندھتے تہے گنبد نما چنانچہ علماء و شرفاء عرب اسی دستور پر دستار باندھتے ہین

ذکر کرتے کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قمیص پہنتے تہے یعنی پیراہن ام سلمہ نے کہا ہے کان احب الثیاب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم القمیص رواہ الترمذی و ابو داود حضرت کو سب کپڑون مین کرتہ زیادہ پسند تہا

یعنی اس لیئے کہ کرتا اعضا کو خوب ڈہانکتا ہے اور بدن پہ ہلکا ہوتا ہے اور لابس اوسکا تواضع کرتا ہے اور جو شئے حضرت کو مرغوب محبوب ہے وہ خالی نور و برکت سے نہین ہوتی ہے اسمار بنت یزید نے کہا ہے آستین حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کرتے کی پہنچے تک تہی رواہ الترمذی وابو داود وقال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب اور بعض روایات مین سر انگشت تک بہی آئی ہے جزری نے کہا اس مین دلیل ہے اسپر کہ سنت پیرہن مین یہ ہے کہ رسغ سے تجاوز نکرے اور غیر قمیص مین جیسے جبہ وغیرہا ہی سر انگشت سے متجاوز نہو انتہے اور ابو ہریرہ نے کہا ہے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا لبس قمیصا بدأ بمیامنہ رواہ الترمذی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب کرتہ پہنتے تو جانب راست سے شروع کرتے اور حدیث سالم عن ابیہ مین آیا ہے کہ اسبال ازار و قمیص و عمامہ مین ہوتا ہے جو کوئی کسی شئے کو انمین سے بطور اترانے کی کہینچیگا اللہ طرف اوس کی دن قیامت کے نظر نکریگا رواہ ابو داود والنسائی وابن ماجۃ حدیث دلیل ہی نہی عن الاسبال پر اور اس سے معلوم ہوا کہ خصوصیت اسبال کی کچہ ساتہہ ازار و ردا کے نہین ہے بلکہ ہر لباس مین ہوتی ہے ملا علی قاری نے منجملہ بدعات حرمین شریفین کے یہ بہی کہا ہے کہ عمائم کا الابراج و نجائم کا الاخراج لکن اسبال ازار مین

بالخصوص وعید شدید آئی ہی ابو ہریرہ نی رفعاً کہا ہے ما اسفل من الکعبین من الازار فی النار رواہ البخاری ای صاحبہ فی جہنم

ذکر حُلہ کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی حلہ سرخ پہنتے تھے حلہ کہتے ہین دو کپڑون کو یعنی دو تواور مراد سرخ سے مخلوط سرخ ہین یعنی لال دہاری جیسے لنگی یہ مراد نہین ہے کہ وہ سرخ خالص تہا اس لیے کہ سرخ خالص سنی منع ہی اور حضرت نے نری لال رنگ سنی منع کیا ہے اور فرمایا ہے ان ھذہ الباس الکفار فلا تلبسہا شیخ نی تخریج اس حدیث کی ذکر نہین کی لکن ابن عمرو نے کہا ہے کہ ایک مرد نکلا اوسپر دو ثوب احمر تہے اوس نے حضرت پر سلام کیا آپ نی اوسکو جواب سلام کا نہ دیا رواہ الترمذی و ابو داود حدیث دلیل ہی تحریم لبس احمر پر حق مین رجال کی اور سا سپر کہ مرتکب منہی عنہ کا وقت تسلیم کی مستحق جواب وتکریم کا نہین ہوتا ہے اور حدیث عمران بن حصین مین رفعاً آیا ہے لا ارکب الارجوان الخ رواہ ابو داود مراد ارجوان سی وسادہ سرخ رنگ ہی ہا اور حدیث علی مین لبس میاثر سے نہی فرمائی ہے رواہ اہل السنن الاربعۃ دوسری روایت ابو داود اس لفظ سے ہے نہی عن میاثر الارجوان یعنی سرخ ارغوانی سی منع فرمایا ہے میاثر جمع ہے میثرہ بالکسر کی مراد میثرہ سے وسادہ ہے غیر بھرا رہتا ہیں کو

سوار اپنے نیچے رکھتا ہے یعنی زین پوش سرخ براء بن عازب کا لفظ رفعا یہ ہے نہی عن المیثرۃ الحمراء رواہ فی شرح السنۃ لکن ان احادیث پر نیل الاوطار میں تکلم کیا ہے اور لبس احمر کو جائز بتایا ہے خلافا للحنفیۃ

ذکر اظہار نعمت لباس کا

ابن عباس کہتے ہیں میں نے حضرت کو دیکھا کہ بہت عمدہ حلہ پہنے ہوئی تھے اور فرمایا کہ اگر تجمل واسطے اظہار نعمت حق کے ہے تو مثاب ہوگا اور اگر واسطے تکبر وافتخار کے ہے تو معاقب ہوگا انتہی شیخ نے اس حدیث کا بھی کچھ اتا پتا نہیں بتایا لکن یہ مضمون صحیح ہے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ میں رفعا آیا ہے ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ رواہ الترمذی یعنی اللہ اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ اثر اپنی نعمت کا اپنے بندے پر ملاحظہ فرمائے ولہذا حدیث ابو الاحوص عن ابیہ میں آیا ہے کہ میں پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیا مجھ پر ایک ثوب دون تھا یعنی کپڑا کم اوقات کا تھا مجھ سے فرمایا تیرے پاس مال ہے میں نے کہا ہاں کہا کون سا مال ہے میں نے کہا ہر قسم کا اللہ نے مجھکو شتر وگاو وگوسفند واسپ وغلام سب دیے ہیں فرمایا فاذا اتاک اللہ مالا فلیر اثر نعمۃ اللہ علیک وکرامتہ رواہ احمد والنسائی یعنی جبکہ اللہ نے تجھکو مال دیا ہے تو اب چاہیے کہ اثر اوس نعمت وکرامت کا تجھ پر نظر آئے یعنی تحسین وتنظیف وتجدید ثیاب

مین وقت امکان کے بغیر مبالغہ کرنے کی اہانت ورقت و رنا ہوت
لبس حلی الملابس مین کہ سبب تاذیت کم آبن مسعود نے روایت کیا ہے کہ وہ داخل
ہوگا جنت مین وہ شخص جس کے دل مین برابر ایک ذرہ کے کبر ہے ایک مرد
نے کہا ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنا فرمایا ان اللہ جمیل
یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمط الناس روایت کیا اسکو مسلم نے مراد بطر سے باطل کرنا
حق ہے اور غمط سے استحقار خلق اصل بطر شدت فرح ونشاط ہے اور
مراد بطر سے اس جگہ طغیان ہے وقت نعمت کے نہایہ مین کہا ہے بطر الحق
ہو ان یجعل ما جعلہ اللہ حقا من توحیدہ وعبادتہ باطلا وقیل معناہ
التجبر عند الحق فلا یراہ حقا وقیل معناہ ان یتکبر عن الحق فلا یقبلہ انتہی
یہ حدیث دلیل ہے جواز تجمل وآرایش مباح پر جس طرح کہ اور حدیثون
مین جواز ارسال ازار پر بطور بطر کے وعید آئی ہے

ذکر جر ازار وغیرہ کا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رفعا کہا ہے لا ینظر اللہ یوم القیامۃ الی من
جر ازارہ بطرا ای تبخترا متفق علیہ یعنی نظر رحمت نہیں کرتا ہے اللہ طرف
اوس شخص کے جو اپنی ازار ٹخنے سے نیچے کرے تکبر و اترانے کی راہ سے
قید تکبر سے معلوم ہوا کہ بغیر تکبر کے حرام نہیں ہے لیکن مکروہ ہے اور اگر
بسبب کسی عذر کے ہے جیسے سردی یا بیماری تو مکروہ بھی نہین ہے

واللہ اعلم ابن عمر کا لفظ رفعا یون ہے من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ متفق علیہ حدیث اول مین تخصیص تہی ازار کی مگر اس حدیث مین تعمیم ثوب کی آگئی کپڑا عام ہے خواہ تہمد ہو یا جامہ یا کرتہ یا انگرکہ یا قبا یا فرغل یا دوپٹہ یا چادر یہ سب اس نہی مین داخل ہین حکایت ابن عمر نے رفعا کہا ہے ایک آدمی اپنی ازار اترا کر گہسیٹتا تہا وہ دہسا دیا گیا سو وہ زمین مین قیامت تک دہنستا چلا جاتا ہے رواہ البخاری محتمل ہے کہ یہ شخص اس امت کا ہو یا اگلی امت کا سوای قارون کے یہی راجح ہے اس لیے کہ بخاری نے اس حدیث کو ذکر بنی اسرائیل مین لکہا ہے بالجملہ اسبال تحت الکعبین اگر واسطے خیلاء کے ہے تو حرام ہے اور غیر خیلاء کے لیے ہی تو منع تنزیہ ہے نہ تحریم واللہ اعلم دلیل اسپر حدیث ابن عمر ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ من جر ثوبہ خیلاء لم ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ ابوبکر نے کہا اے رسول خدا ازاری یسترخی الا ان اتعاھدہ فرمایا انک لست ممن یفعلہ خیلاء رواہ البخاری یعنے لٹک جانا ازار وغیرہ کا بلا قصد مضر نہین ہے خصوصا ایسے شخص سے جسکا شیوہ اترانا نہو لیکن افضل وہی متابعت ہے

ذکر لباس قیمتی کا

شیخ کہتے ہین خلاصہ مین کہا ہے کہ لا باس یلبس الثیاب الجمیلۃ اذا کانت

لا تکبر یعنی عمدہ لباس پہننا اگر براہ کبر نہو تو درست ہے مجمع النوازل
مین کہا ہے خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذات یوم وعلیہ
رداء قیمتہ الف درہم وربما قام الی الصلوۃ وعلیہ رداء قیمتہ الاف
درہم وابو حنیفۃ یرتدی برداء قیمتہ اربعمأیہ دینار وکان یقول
لتلامیذہ اذا رجعتم الی اوطانکم فعلیکم بالثیاب النفیسہ انتہی یعنے
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چادر قیمتی ہزار درہم کی پہنی تہی اور
چند ہزار درہم کی چادر مین نماز پڑہی تہی اور امام ابو حنیفہ رح نے چار سو
دینار کی چادر اوڑہی تہی اور اپنے شاگردون کو فرماتے تھے کہ جب تم اپنے
ملک کو جاؤ تو نفیس لباس پہنکر جاؤ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جامۂ معلم بہی پہنا ہے یعنی چہیٹ کی طرح کا اور جامۂ سیاہ بہی پہنا ہے
اور پوستین بہی جس کی اطراف سندس سے ٹنکے ہوئے تھے

ذکر لباس وسیع کا

قنیہ مین کہا ہے لف العمامۃ الطویلۃ ولبس الثیاب الواسعۃ حسن
فی حق الفقہاء الذین ہم اعلام الہدی دون النساء اہ یعنی لمبا
عمامہ باندہنا اور کشادہ جامہ پہننا حق مین اہل فقہ کے بہتر ہے نہ حق
مین عورتون کے مین کہتا ہون یہ روایت رای مجرد ہے جو عمامہ کہ عمامہ
نبوی سے زیادہ طویل ہو وہ داخل سرف ہے اور جامہ وسرف کے

سخت بدنما ہوتا ہے افغانستان کی لوگ اور ہندوستان کی مرہٹے ایسے عمائم طوال باندھتے ہین اور جامہ وسیع اگر اسبال مراد ہے تو وہ حرام ہے اور ظاہر یہی ہے اور اگر مراد یہ نہین ہے بلکہ بقدر حاجت دفع حر و برد سے ہے تو جائز ہے اور ازار افغانستان جو وہ وردہ ہوتی ہے داخل سرف و سفہ ہے فقہا کو تو اتباع حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ درکار ہونا چاہیے نہ ابتداع لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ الخ اور جو فقہا ایسے نہین ہین وہ اعلام ضلال ہین نہ اعلام ہدیٰ

ذکر حلت لباس کا

شیخ رح فرماتے ہین کہ اصل پہننے مین جامے وغیرہ کی یہ ہے کہ وجہ حلال سے ہو اور جو جامہ کہ وجہ حرام سے ہوتا ہے اوس مین نماز فرض و نفل قبول نہین ہوتی ہے اور افضل جامہ مین یہ ہے کہ ثوب وسط پہنے نہ غایت جید اور نہ غایت ردی اور وہ جامہ جو خلق مین متعارف و مشہور ہے وہ حضرت نے دو بار سے زیادہ نہین پہنا ایک مرتبہ نجاشی بادشاہ حبشہ نے بطریق ہدیہ کے بھیجا تہا اوسکو ایک بار پہنکر جعفر طیار کو دیدیا دوسری مرتبہ طرف سے یمن کے بطور تحفہ ہدایا کے آیا تہا اوسکو ایک بار پہنکر حوالہ دحیہ کلبی کیا

ذکر گریبان و جیب کا

جیب یعنی گریبان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جامے کا طرف سینے
بغل کے سیا تہا اور حلاقہ امین کے باندہنے کا بغل جانب راست
تہی جس طرح کہ اس زمانے مین معمول و معروف و مشہور ہے روضۃ الاحباب
و شاد العبار مین بہی بخاری و نووی سے اسی طرح مروی ہے کہ زہ گریبان
کا طرف دست راست کے تہا روضہ مین کہاہے زمان سابق مین جب
غازی کافرون سے لڑنے کو جاتی اور فرصت وقت ہاتہ سے غنیم کے نپاتے
تو نان و تمر وغیرہ ماکولات کو جیب و گریبان مین رکہکر راہ چلتے اور گہوڑے
کی لگام بائین ہاتہ مین تہامکر لقمہ نان اور گیان گیان خرما دست
راست سے نکالکر کہاتی زمان عمر بن عبدالعزیز و بنی عباس مین یہی
دستور گریبان جامہ کا یہی تہا جنے اس دستور کو بدعت جدیدہ کہا ہے
براہ ناقہمیدگی کہاہے بخاری مین مذکور ہے کہ ارباب علم و فضل اجزا کتب
و نسخ جیب و گریبان مین رکہتے تہے اور راہ مین بغل و جیب سے نکالکر
مطالعہ کرتے جاتے اور مجالس مین بادشاہون اور علماء دین اور صلحاء
اہل صدق و یقین کے بعد فراغ کے اکل طعام سے تیمنا و تبرکا نان کو
گریبان و بغل مین رکہکر لیجاتے تہے تاکہ جو شخص خاص و عام اپنے گہر
جاوے اہل بیت کو اوس تبرک سے فائض کرے اور رومال ونقدیو

کو جیب و گریبان میں رکھتے تھے اور یہ سارا استعمال دست راست کا
نزدیک گریبان پر راست آتا ہے اور اگر وہ گریبان جامہ کا دست چپ پر
ہوتا تو استعمال دست راست کا نہ ہو سکتا اور بڑا حرج واقع ہوتا اور مقرر کرنا
رکھی گریبان کا طرف دست چپ کے منہی عنہ ہے اس لیے کہ طریق ہے
مجوسیں کا یہ آتش پرست لوگ منہ گریبان کا جانب دست چپ ہی رکھتے
ہیں بادشاہ اسلام و قاضی کو چاہیے کہ اس طریقے سے کہ وہ گریبان کا
طرف دست چپ کی ہو منع کریں اور زجر فرمائے حکایت زمان عمر بن عبد العزیز
میں ایک شخص کو واسطے گواہی کے لائے تھے وہ حاضر محکمہ ہوا اوس کے
گریبان کا رخ اور علاقہ بندش کا طرف دست چپ کے تھا قاضی سنے
اوس کی گواہی رد کر دی فائدہ مکتوب نود و یکم میں شیخ شرف الدین یحیی
منیری رح نے کہ منجملہ علماء و مشائخ اوس وقت کے ایک عمدہ شخص تھے
لکھا ہے کہ جیب کا سینا جامے میں سنت ہے اور جانب چپ میں اس لیے
ہے کہ تاکہ دست راست کو آسانی پہنچے کر سکے قرآن مجید میں بحق موسی
علیہ السلام فرمایا ہے ادخل یدك فی جیبك تخرج بیضاء من غیر سوء اور جیب
جامہ کہ اہل اسلام سیتے ہیں وہ اسی جیب چپ کی بہ نسبت درخت کرتی ہیں
کیونکہ اس میں فوائد ہیں وقت حاجت کے شانہ و دیگر اشیاء اوس میں
رکھ لیتے ہیں اور دست راست سے نکالتے ہیں اور عرب میں کہ استعمال

وقصب ایک جیب کا ہے وہ بھی اسی دست راست پر ہے

ذکر لبس جامہ

پہننے مین جامہ و پیراہن وجبہ کے سنت یہ ہے کہ پہلے دست راست آستین راست مین ڈالی پھر دوسرا ہاتھ آستین چپ مین لیجاے پھر ردا و چادر و گلیم کو دست راست سے دوش چپ پر ڈالی چنانچہ ایسا ہی معمول ہے اور میت کا لفافہ بھی اسی دستور سے کرنا چاہیے کیونکہ مردہ کا لفافہ حکم چادر و ردا کا رکھتا ہے اور یہ دستور اکثر کتب فقہ مین مسطور ہے اور جو لوگ کہ جامے کے پہننے کو ردا و چادر کے پہننے پر قیاس کرتے ہین ایک امر خلاف شرع و بدعت کو رواج دیتے ہین سو اس طریقے سے اجتناب کرنا چاہیے تا کہ مثاب ہون اور معاقب نہون ۔

ذکر وسعت آستین کا

پیراہن وجبہ و خرقہ مین آستین کا فراخ کرنا سنت صحابہ و مشائخ متقدمین سے ہے یہ اس لیے کہ وقت وضو کرنے یا کوئی اور کام کرنے کے آسانی سے اوس کو لپیٹ سکین اور اگر چاہین تو سجادہ یا اور کچھ اندر آستین کے رکھ لین ؎

زیاران مجازی کی نماز عاشقان آید ۔ وضو بسیار دشوار است این تنگ آستینان را

ذکر مغزی و گوٹ کا

ہمیشہ بہی وگوٹ کا سر آستین و پائی دامن جامہ پر سینا سنت ہے صحابہ وتابعین پیراہن وجبہ کو فراخ وکشادہ رکہتے تہے اس لیے کہ وجود شریف اونکا ریاضت ومشقت وصیام وقیام مین نہایت لاغر وتنک وضعیف ہوگیا تہا ؎

تنم از ضعف چنان شد کہ اجل جست ونیافت ۔ نالہ ہر چند نشان داد کہ در پیرہن ست

لیکن یہ طرز توسیع اس لیے تہا کہ ہیبت وشہامت معلوم ہوا اور چشم اعدا مین حقیر نظر نہ آئین ان حضرات نے جو کچہہ کیا ہے وہ براہ نفس نہین کیا ہے بلکہ واسطے ترویج واستقامت دین کی کیا ہی جزاہم اللہ خیرا

ذکر قبا کا

قبا اوس جامے کو کہتے ہین جو گریبان دار ہو اور یہ قبا عرب وعجم مین متعارف ہے اور عجم مین بہت پہنی جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہی اسکو پہنا ہے اور رو گریبان کا اور علاقہ بندش کا دست راست پر تہا اور جبہ رومیہ جسکی آستین تنگ تہی وہ بہی پہنا ہے اور وقت وضو کے ہاتہہ آستین سے باہر نکال لیے تہے یعنی وہ جبہ اتنا تنگ آستین تہا کہ بی ہاتہہ نکالی وضو ہو سکتا تہا تحقیق یہ ہے کہ یہ جبہ سفر مین پہنا تہا اسی پر اتفاق ہے بعض نے کہا اس مین دلیل ہے اسپر کہ جبہ تنگ آستین سفر مین چاہیے نہ حضر مین صحابہ کی آستینین فراخ تہین نہ تنگ

فراخی اون کی ایک بالشت ہوتی تھی مغیرہ بن شعبہ نے کہا ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبس جبۃ رومیۃ ضیقۃ الکمین متفق علیہ کبھی جبہ و قبا تکمہ دار پہنتے ہین چنانچہ جامہ تکمہ دار کہ اس زمانے مین معروف و مشہور بہ قادری ہے ۔

ذکر موضع جیب کا

یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جیب حضرت کے قمیص مبارک کی سینہ پر کات گنجینہ پر تھی چنانچہ بہت سی حدیثین اسی پر دلالت کرتی ہین اور علما رحدیث نے تحقیق اس کی کی ہے اور عرف تمامہ دیار عرب و خلفار سلف کا ابتدای مین سے تا انتہای مغرب اسی پر ہے اور بعض لوگ جن کو علم سنت کا نہین ہے یہ گمان کرتے ہین کہ ہونا جیب قمیص کا سینے پر بدعت ہے کیونکہ بعض دیار عجم مین سینہ پر جیب کا ہونا عادت عورتون کے ہے لہذا بعض فقہار نے حکم کراہت کا دیا ہے بجہت تشبہ بہ نسار لکن اس مین شک نہین ہے کہ یہ عادت حادث ہے اور تحقیق یہ ہے کہ جیب پیرہن نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سینہ مبارک پر تھی فقہار نے جو شق جیب کا کتفین پر مقرر کیا ہے یہ برعکس جیب آنحضرت ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقدار سے زیادہ تفصیل ہم نے ترجمہ فارسی و شرح عربی مشکوۃ مین لکھی ہے اور اگر اچانا شق جیب علی الکتفین حضرت نے پہنی ہو اور سند اوس کی

فقہاء کے یہ پہنچی ہو تو ہو لیکن سند قوی اس کی مطابق علماء حدیث کسی
جگہ نہیں ہے حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح نے مکتوب سیصد
وسیزدہم میں لکھا ہے اہل عرب پیراہن پیش چاک پہنتے ہیں اور اس کو
سنت جانتے ہیں بعض کتب معتبر حنفیہ سے مفہوم ہوتا ہے کہ پیراہن پیش
چاک مردوں کو پہننا نچاہیے کہ لباس عورتوں کا ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ الرجل یلبس لبس المرأۃ
والمرأۃ تلبس لبس الرجل یعنے ملعون ہے وہ مرد جو لباس زن پہنے اور وہ
زن جو لباس مرد پہنے رواہ احمد وابی داود والنسائی عن ابی ہریرۃ
اور مطالب المومنین میں کہا ہے لا یتشبہ المرأۃ بالرجل ولا یتشبہ الرجل
بالنساء فان کلا الفریقین ملعون یعنی عورت مرد کا جامہ اور مرد
عورت کا جامہ نہ پہنے کہ یہ دونوں فریق ملعون ہیں بلکہ مفہوم ہوتا ہے کہ
پیراہن پیش چاک لباس اہل دین و اہل علم کا نہیں ہے لہذا اس لباس
کو واسطے اہل ذمہ کے تجویز کیا ہے جامع الرموز میں محیط سے منقول ہے کہ
لا یلبس ای الذمی ما یختص باہل الدین والعلم کالرداء والعمامۃ بل
قمیصا خشنا من الکرباس جیبہ علی صدرہ کالنساء نیز بقول بعض
علماء پیش چاک قمیص نہیں ہے بلکہ درع ہے قمیص نزدیک ان کے وہ ہے
جسکا چاک منکبین پہ ہو جامع الرموز میں بذیل بیان کفن زن اور ہدایہ

مین بدل قمیص کے درع کہا ہے اور دونون مین فرق کیا ہے کہ درع کا شق یعنی چاک طرف سینے کے ہوتا ہے اور قمیص کا طرف منکب کے اور بعض لوگ قائل ترادف مین فقیر کے نزدیک صواب یہ ہے کیونکہ مرد تشبہ زن سی لباس مین ممنوع ہین تو اب ہم یہ دیکھین کہجہان کہین عورتین پیراہن پیش چاک پہنتی ہین وہان مرد ترک تشبہ بزنان کرکے پیرہن حلقہ گریبان پہنین اور جس جگہہ عورتین پیراہن حلقہ گریبان پہنتے ہین وہان مرد پیراہن پیش چاک پہنین ماوراء النہر و ہندوستان مین عورتین پیراہن پیش چاک پہنتی ہین ناچار یہان مردون کو پیراہن حلقہ اختیار کرنا چاہیے انتہے

ذکر خرقہ و فرجی و نحوہما کا

خرقہ و فرجی و لبادہ علماء و مشائخ نے پہنا ہے اگرچہ کوئی سند قوی اس باب مین نہین ہے اور زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین یہ لباس نہ تہا لکن اگر کوئی پہنے تو مباح و لا باس بہ ہے لوگ کہتے ہین کہ واضع فرجی کا فرعون ہے مگر کتب معتبرہ مین دیکھا نہین گیا اور نہ ثابت نہین ہوا پس یہ چاہیے کہ نماز کی وقت اوس کی آستین ہاتہہ مین کرلے اور لٹکائے نہین کہ مکروہ ہے

ذکر موضع ازار کا

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازار بالائے ناف سی فوق کعبین تک
تھی یہ اسی قدر سنت بھی ہے اور ناف سی زانو تک ستر کرنا فرض ہے
اور بعض نے ناف کو عورت میں داخل نہیں کیا ہے اس لیے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناف حسنین علیہما السلام کو بوسہ دیا تھا
قیاس پر سراویل یعنی پاجامہ جو عجم مین متعارف ہے اور اوس کو شلوار
کہتے ہین مقدار ازار حضرت پر ہونا چاہیے اور اگر زیر شتالنگ ہوگا تو
بدعت وگناہ ہے حدیث ابو ہریرہ دربارہ نہی جر ازار اور حدیث ابن عمر
دربارہ نہی جر ثوب رفعا پہلے گذر چکی ہے اور یہ دونون حدیثین متفق علیہ
ہین اسی جگہہ سے فقہاء نے ازار کو ٹخنے سے نیچے حرام و بدعت محض کہا ہے
اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے ما اسفل من الکعبین من الازار ففی النار
رواہ البخاری یعنی جو ازار ٹخنے سے نیچی ہے وہ آگ مین ہے معنے یہ ہوئے
کہ جتنے ٹکڑے قدم پر ازار لگتی ہے وہ ٹکڑا آگ مین جائیگا یا یہ معنے ہین کہ
یہ فعل مذموم ہے دوزخی ایسا کام کیا کرتے ہین اکثر وعید شدید بلفظ ازار
آئی ہے یہان تک کہ ایک شخص نیچے پائینچے والا نماز پڑھتا تھا اوس کو حکم دیا
کہ وضو و نماز کا اعادہ کری ہو اور ایک روایت مین آیا ہے کہ شب نصف
شعبان مین سب بخشے جاتے ہین مگر عاق و مدمن خمر و مسبل ازار راجح یہ
ہے کہ حکم درازی کا سب کپڑون مین جاری ہے جو قدر حاجت اور صورت

سنت سے زیادہ ہے تخصیص ازار کی اس لیے ہے کہ عہد حضرتؐ میں غالبا لباس اکثر لوگون کا یہی ازار رہتا اور لوبیت ازار کی نصف ساق تک ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازار ایسی ہی تھی اور ٹخنون کے اوپر تک رخصت سے اور یہی حکم ہے دامن قبا و پیرہن کا اور سنت آستین مین یہ ہے کہ بند دست تک ہو اور عادت سے زیادہ شملہ چھوڑنا داخل اسبال ہے نہایت شملہ کی نصف پشت تک ہے اور درازی لباس کی واسطے عورتون کے بھی ممنوع ہے لکن بالشت دو بالشت بقدر ستر کے جس طرح کہ حدیث ام سلمہ مین آیا ہے

ذکر طول آستین و بند جامہ کا

شیخ رح فرماتی ہین کہ آستین پیراہن و جامہ و قبا و جبہ نبوی کی کبھی بند دست تک ہوتی اور کبھی سر انگشت تک موافق ایام حرارت و برودت کے اور کبھی بی ان دونون کے بیچ ہوتی اور جامہ و قبا حضرتؐ کی بی بند کے تھے یعنی زیادہ بند نہ تھے اور علماء متاخرین نی اسکو لباس بہ کہا ہے

ذکر لباس ریشمی کا

مردکو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے حدیث عمر و انس و ابن زبیر و ابو امامہ مین رفعا آیا ہے من لبس الحریر فی الدنیا لم یلبسه فی الاخرة متفق علیه یہ کنایہ ہے عدم دخول جنت سے مگر جبکہ توبہ کرلی ہے سیوطی نے کہا اکثر کی نزدیک

یہ معنی ہین کہ وہ بمرتبۂ سابقین فائزین کے بہشت مین نجائیگا دوسرا لفظ ابن عمر کا مرفوعا یہ ہے انما یلبس الحریر فی الدنیا من لا خلاق له فی الاخرة متفق علیه اور حدیث حذیفہ مین لبس حریر و دیباج اور جلوس سے حریر پر منع کیا ہے متفق علیه اس نہی کو امام اعظم نے دربارۂ جلوس نہی تنزیہ سمجھا ہے اور صاحبین نے تحریم کہا ہے ثانی اولی ہے ہان حدیث متفق علیہ عمر مین بقدر وسطی و سبابہ کی لبس حریر کا جائز فرمایا ہے اور صحیح مسلم مین آیا ہے کہ عمر نے جابیہ مین خطبہ پڑہا اور کہا کہ نہی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم عن لبس الحریر الا موضع اصبعین او ثلث او اربع پہلی حدیث سے اباحت دو انگشت کی اور اس حدیث سے جواز چار انگشت کا ثابت ہوا جمہور اہل علم اسی طرف گئے ہین علی رضی الله عنه کہتے ہین حضرت صلعم نے داہنے ہاتھہ مین حریر اور بائین ہاتھہ مین سونا لیکر فرمایا کہ ان هذین حرام علی ذکور امتی یعنی ریشم و زر حرام ہین میری امت کی مردون پر رواہ احمد وابو داود والنسائی وابن ماجة وابن حبان وهو حدیث حسن ابن ماجہ مین اتنا اور زیادہ کیا ہے حل لاناثهم ابو موسی کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی الله علیه و آله وسلم نے کہا احل الذهب والحریر للاناث من امتی وحرم علی ذکورها رواہ الترمذی والنسائی وقال الترمذی هذا حدیث حسن صحیح لفظ ذکور مین اطفال بہی داخل ہین یہ تحریم اولیا کے

صبیان پر ہے کیونکہ وہ خود مکلف نہین ہین اور مراد جہہ سے زیور ہے
ورنہ اکل و شرب آوندزر و سیم مین مرد عورت سب پر حرام ہے ف
شیخ نے کہا ہی لباس حریر مردون اور لڑکون بچون کو حرام ہے مگر عورتون
اور نابالغ لڑکیون کو درست ہے اور اگر واسطے دفع خارش و جرب اور
دفع قمل یعنی جوؤن کے پہنے تو روا ہے اسی طرح اگر معجون مین ابریشم ملا کر
کہائے تو جائز ہے انس کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زبیر و
عبدالرحمن بن عوف کو اجازت دی تہی کہ حریر پہنین اون کو خارش تہی
متفق علیہ مسلم کی روایت مین یہ ہے کہ اون دونون نے شکوہ جوؤن
کا کیا حضرتؐ نے قمص حریر کی رخصت بخشی اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ
لبس حریر حرام ہے مگر واسطے کسی حاجت یا مصلحت کے یہی مذہب ہے شافعیؒ
کا اور نزدیک مالک کے اصلا جائز نہین ہے ہدایہ مین کہا ہے کہ پہننا حریر
و دیبا کا حرب مین نزدیک صاحبین کے درست ہے سختی سلاح کو دور کرتا
ہے اور چشم دشمن مین ہیبت تر ہوتا ہے اور نزدیک امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کے مکروہ ہے بوجہ اطلاق نہی اور ضرورت بند فع ہے لبس مخلوط سے اور
صاحبین کہتے ہین کہ حریر خالص دافع تر ہے

	ذکر آستر و ترنج حریر کا	۱

ابو ریحانہ کہتے ہین نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یجعل الرجل

فی اسفل ثیابه حریرا مثل الاعاجم او یجعل علی منکبیه حریرا الحدیث
رواه ابو داؤد والنسائی یعنی منع فرمایا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس سے کہ لگائے مرد نیچے کپڑے کے ریشم یعنی استر ریشم کا مانند اہل
عجم کے یا لگائے مونڈہون پر کپڑا ریشمی مانند عجمیون کے معلوم ہوا کہ ابرہ
واستر دونون جامہ ریشمی کے حرام ہین اور مونڈہون پر ریشمی کپڑے سے
مراد علم حریر ہے یعنی بطور سنجاف کے حریر ٹانکنا یا کام ریشمی کرنا یا کوئی چادر
ریشمی وغیرہ دوش پر رکہنا یا ترنج بنانا کہ یہ سب تصرفات ممنوع ہین

ذکر لبس حریر غیر خالص کا

تحریم حریر خالص کی رجال پر مجمع علیہ ہے رہا وہ حریر جو مشوب بالغیر ہو
سو اہل علم کا اوس مین اختلاف ہے مانعین کی دلیل حدیث حلہ
سیرا ہے یہ حدیث صحیحین مین علی مرتضی سے آئی ہے لکن تفسیر مین
اس حلہ کی اختلاف ہے کسی نے کہا وہ دہاری دار تہا اور کسی نے کہا
مختلف رنگ کا تہا یہ دونون تفاسیر دال علی المطلوب نہین ہین اور
بعض نے کہا ہے کہ وہ حریر خالص تہا اور جس نے مشوب کو حرام نہین کہا
ہے اوس کی دلیل حدیث ابن عباس ہے نزد یک احمد وابوداود کے
اس لفظ سے کہ انما نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن الثوب المصمت
من قز اس کی سند مین خصیف بن عبد الرحمن راوی ضعیف ہے یہ حدیث

نزدیک ابوداود کی اس لفظ سے ہے نہی عن الثوب المصمت من الحریر
فاما العلم وسدی الثوب فلا باس به یعنی نری ریشم سی منع کیا ہے اور
جس کی دہاری ریشم کی ہے اور تانا ریشم کا ہے اوسکا پہننا ٹھیک نہین جس
کپڑے مین تانا بانا ریشم کا ہو اوسکا پہننا حرام ہے اور نزدیک صاحبین
کے لڑائی مین جائز ہے اور جسکا تانا ریشم کا اور بانا سوت کا ہے وہ مشروع
ہے نزدیک جمہور کے لیکن اسکا عکس مکروہ ہے مگر لڑائی مین غرضکہ
لڑائی مین نزدیک صاحبین کے حریر خالص جائز ہے اور نزدیک امام
ابوحنیفہ رح کے جس کا بانا حریر کا ہو اور تانا سوت کا وہ درست ہے اور
جس مین تانا حریر کا ہو اور بانا اور چیز کا وہ مطلقا مباح ہے لیکن امام ربانی
قاضی محمد بن علی شوکانی اور ابن دقیق العید مشروع عرفی کو بھی نامشروع
کہتے ہین بدلیل حلہ سیرا اس لیے کہ راجح یہی ہے کہ وہ ریشم خالص نہ تھا بلکہ
مشوب تھا مسوی شرح موطا مین کہا ہے کہ حلہ سیرا وہ ہے جسمین خطوط
ہون یہ چادرین ہین حریر کی یا غالب اوسمین حریر ہوتا ہے اور حدیث علی
مین لبس قسی سے نہی آئی ہے رواہ اہل السنن الاربع شراح نے کہا ہے
قسی ایک قسم ہے کپڑے کی اوسمین ریشم کی دہاری ہوتی ہے اور طیبی
نے کہا یہ کپڑا کتان کا ہوتا ہے ریشم سی ملا ہوا ابن مالک نے کہا یہ نہی
جب ہے کہ سارا ریشمی ہو یا بانا ریشم کا ورنہ نہی تنزیہی ہوگی لیکن اولی یہی

ہے کہ مراد وہی ہے جو مخلوط ہے واللہ اعلم اور جواز حریر خالص کا متن درمنیہ
مین واسطے تداوی کے لکھا ہے نہ واسطے حرب کی بالجملہ تقوی ترک منسوب
ہے اور فتوی جواز لبس منسوب ہے واللہ اعلم

ذکر لباس معصفر و مزعفر کا

شیخ رح نے فرمایا ہے کپڑا کسم اور زعفران کے رنگ کا مردون کو حرام
ہے اور کسم مین علما کا اختلاف ہے بعض نے مطلق حرام کہا ہے اور بعض
نے کہا کہ اگر بعد بننے کے رنگا ہے تو حرام ہے اور اگر بعد رنگ کے بنا ہے
تو مباح ہے اور بعض نے کہا کہ اگر رائحہ اوسکا زائل ہوگیا ہے تو مباح ہے
والا حرام اور بعض نے کہا کہ پہننا اوسکا مجالس و محافل مین مکروہ ہے
اور گھر مین پہننا درست ہے مختار مذہب حنفی مین کراہت تحریمی ہے اور
نماز پڑھنا اوس مین مکروہ ہے اور جو لال رنگ سوای کسم کے ہے
اوس مین بھی اختلاف ہے شیخ قاسم حنفی نے کہ اعاظم علماء متاخرین مصر
سے ہین یہ تحقیق کیا اور فتوی دیا ہے کہ حرام ہے بسبب رنگ کے پس ہر
لال رنگ حرام و مکروہ ہے انتہے شوکانی رح نے مصبوغ بالعصفر کو منہی
عنہ لکھا ہے بدلیل حدیث ابن عمر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھپر
دو جامہ معصفر دیکھے فرمایا ان ھذہ من ثیاب الکفار فلا تلبسہما رواہ
مسلم وغیرہ اور حدیث علی مین بھی رفعا نہی آئی ہے لباس معصفر سے

رواہ مسلم وغیرہ ایضا ابن عمرو کا لفظ یہ ہے کہ آئی رسول اللہ صلعم وعلی
ثوب مصبوغ بعصفر موردا فقال ما ھذا فعرفت ما کرہ فالی فو احرقتہ
فال افلا کسوتہ بعض اھلک فانہ لاباس بہ للنساء رواہ ابو داود یعنی
مجہپر ایک کپڑا تہا کسنب کا رنگا ہوا گلابی اس سے معلوم ہوا کہ کسنب کے
رنگ کا کپڑا پہننا مرد کو حرام ہے عصفر کہتے ہین رنگ سرخ کو ہیئت
مخصوص پر تو جو حدیث دربارۂ لبس مطلق احمر آئی ہے جیسے حدیث براء
کہ رایتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حلۃ حمراء لم ار شیئا قط احسن منہ
کما فی الصحیحین معارض اس کی نہوگی اور اس باب مین اور حدیثین بہی
آئی ہین جمع درمیان اون کے اس طرح پر ہے کہ ممنوع وہ احمر ہے جو
مصبوغ بعصفر ہو اور مباح وہ احمر ہے جو مصبوغ بعصفر نہو ایسا جامہ کسم
کی رنگ کا مردون کو حرام ہے نہ عورتون کو

ذکر گلیم کا

حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گلیم اوڑہی ہے
وعلیہ مرط مرحل من شعر یعنی چادر اون یا موئے یا کتان یا شعر
قاموس مین کہا ہے مرط مرحل چادر صوف یا خز ہے نہایہ مین کہا ہے
کہ مرط کبہی ریشم کی ہوتی ہے اور کبہی خز وغیرہ کی شرح ولیطاس مقدار
کا شرح مشکوۃ مین لکہا ہے انتہے مین کہتا ہون کہ جو تفصیل اہل لغت نے

دربارہ الوان مختلفہ ابیت جواز و عدم جواز بحق رجال لکھی ہے اکثروہ
بے دلیل ہے حدیث سی فقط حرمت معصفر کی ثابت ہوتی ہے باقی
ساری الوان خواہ پختہ ہون یا خام جایز الاستعمال ہین بلکہ نزدیک
محققین کے فقط حرمت عصفر کی ہے نہ زعفر وغیرہ کی یہ دوسری بات
ہے کہ رنگ سفید افضل الوان و مرغب فیہ ومحبوب آنحضرت صلعم تہا اور
واسطی حیات و ممات کے یہی بیاض مقدم ترہے

ذکر چادر کا

حدیث انس مین آیا ہے کہ احب ثیاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
حبرہ تہا جسکو پہنتے تہے متفق علیہ حبرہ کہتے ہین چادر ساخت یمن کو جسپر
لال دہاریان ہوتی ہین اور کبہی سبز اور وہ سوت سے بنی جاتی ہے
نظیر اوس کی ہمارے اس ملک ہند مین لنگی ہے دہاری دار بعض نے
کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنگ سبز پسند تہا اس لیے کہ لباس اہل
جنت کا سبز ہوگا لہذا حبرہ کو دوست رکہتے تہے طبرانی و ابن السنی و ابو
نعیم نے روایت کیا ہے کہ کان احب الالوان الیہ الخضرۃ حدیث ابی رمثہ
تیمی مین آیا ہے کہ ابیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وعلیہ وسلم ثوبان اخضران الحدیث
رواہ الترمذی مراد خضرت سے یا تو نری سبزی ہے یا خطوط سبز ہین

حسن سبزی بخط سبز مرا کرد اسیر   دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم

ایک بار زمانۂ عباسیہ مین واسطے امتیاز شرفاء سادات کی انجیار سے یہ ٹہیری تہی کہ جو سید ہو وہ ہمیشہ سبز عمامہ باندہا کرے تاکہ بمجرد رویت کی اطلاع اوس کے نسب عالی پر ہو جایا کرے اوسپر جلد برآمد رہا لکن بعض شعرا نے اس بارے مین یون کہا ہے

حعلوا لابناء الرسول علامة ، ان العلامة شان من لم یشہر

نور النبوة فی جباہ وجوہہم ، یغنی الشریف عن الطراز الاخضر

ذکر کساء ملبد وازار غلیظ کا

ابوبردہ نے کہا ہے کہ عائشہ رض نے ایک چادر پیوند لگی ہوئی اور ایک موٹا تہمد باہر نکالا اور کہا کہ حضرت صلعم کی روح اسی مین قبض کی گئی تہی متفق علیہ حدیث دلیل ہے حضرت کے زہد پر اور سنیت پیوند جامہ ولباس خشن پر خصوصاً آخر عمر مین واللہ اعلم

ذکر بچہونی اور فرش کا

عائشہ رض نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر جسپر سوتے تھے چمڑے کا تہا اوس کے اندر چہال کہجور کی یعنی بجاے روئی کے بہری تہی متفق علیہ شمائل ترمذی مین آیا ہے حفصہ سے کہ حضرت کا بچہونا ٹاٹ کا تہا ظاہر یہ ہے کہ کبہی ویسا ہوتا تہا اور کبہی ایسا یا سونے کا بچہونا چمڑے کا تہا اور بیٹہنے کا ٹاٹ کا اور گہر و مسجد مین زیادہ استعمال بوریے کا رہتا تہا بوریہ پر

بیٹھنا اور سونا سنت ہے ایک بار حضرت بوریے پر سوئے تھے بدن مبارک
پر نقش بوریا ہو گیا تھا یہ قصہ حدیث شریف مین بطول آیا ہے اور رسالہ
راہ سنت مین والد مرحوم نی اوسکو نظم کیا ہے بس

بہ بوریا نہ نہی پا کہ از فقیران ست قدم منہ بہ نیستان کہ جای شیران ست

ذکر تکیے کا

عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہین کہ حضرت کا وساد جسپر تکیہ کرتے تھی
چمڑے کا تہا بہرا او اوسکا پوست تہا خرمے کا رواہ مسلم یعنی تکیہ لگا کر بیٹہتے
یا سوتی وقت سر کے نیچے رکھتے اس سی استحباب استعمال بستر و تکیہ کا واسطے
سونے اور آرام کے معلوم ہوا لکن تنعم مین زیادہ انہماک و اسراف نہو بدلیل
حدیث ابن عباس کل ما شئت والبس ما شئت ما اخطأتك اثنتان سرف
و مخيلة رواه البخاري یعنی ہر طعام و لباس مباح سے کہانے پہننے کا اختیار
ہے جب تک کہ اسراف و تکبر نہو اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ
مین فرمایا ہے کلوا والبسوا ما لم يخالطه اسراف ولا مخيلة رواه احمد والنسائی
وابن ماجة الحاصل حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو تکیہ پسند تہا اور
آپ تکیہ لگاتے تہی اور تکیہ و خوشبو کی رد کرنے سی منع فرماتے تھے بالجملہ
طریقہ حضرت صلعم کا یہ تہا کہ دنیا مین زہد کرتے اور متاع و لذات دنیا سے
اعراض فرماتی اور لباس موٹا اور بہیا پرانا پہنتے اور جیسا کپڑا میسر ہوتا

بی تکلف پہنتے اورکبھی بیان جواز کے لیے نفیس قیمتی کپڑا بھی پہن لیتے
لکن فی الفور کسی کو بخش دیتے اسی جگہ سے اہل علم نے کہا ہے کہ زینت
رکھنا کپڑا نفیس ہی ہو اور تکلف کرنا لباس میں خلاف سنت ہے
اگرچہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور اگر کوئی شخص موٹا حقیر کپڑا
واسطے اظہار زہد یا طمع وسوال کے یا بطور ریا روسمعہ پہنتا ہے تو یہ
خلاف سنت ہے بلکہ اہل خیر و دیانت نے بقصد ستر حال و غنمت والہا
غنا کے اچھے نفیس عمدہ کپڑے پہنے ہیں تاکہ چشم اہل دنیا میں محتقر ہوں

ذکر قناع کا

حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ ہم اپنے گھر میں دوپہر کی گرمی میں بیٹھے تھے
کہ کسی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا هذا رسول الله مقبلا مقنعا
رواہ البخاری یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر سے سر اپنا ڈھانکے
ہوئے آتے ہیں یہ ڈھانکنا سر کا گرمی سے تھا یا اس لیے کہ کوئی آپکو
پہچانے اس سے جواز قناع کا واسطے حرارت و برودت ونحوہا کے ثابت ہوا

ذکر تعدد فراش کا

جابر سے فرمایا تھا کہ ایک بستر واسطے مرد کے دوسرا بستر واسطے عورت کے
اور تیسرا بستر واسطے مہمان کے ہے اور چوتھا بستر واسطے شیطان کے
رواہ مسلم عورت کے لیے بستر جدا کانہ اس لیے فرمایا کہ شاید کسی وقت

مرد بسبب مرض یا کسی اور عذر کی تنہا سوئی ورنہ بیبیون کی ساتھہ سونا اولے اور اتون بسنت ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمراہ اپنے ازواج کے سوتے تھے وقال تعالی ھن لباس لکم وانتم لباس لھن یہ آیت بھی باشارۃ النص یا بفحوای خطاب اسی طرف مشیر ہی

ذکر نشست کا حریر و دیباج پر

اس کی نہی حدیث حذیفہ مین آئی ہے متفق علیہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بچھانا حریر کا اور سونا اوسپر اور بنانا تکیہ و پردہ کا حریر سے لاباس بہ ہے اور ابو یوسف و محمد رح نے مکروہ کہا ہے یعنی حرام اور یہی حق ہے اس لیے کہ لفظ حدیث نھانا عن لبس الحریر والدیباج وان نجلس علیہ صریح ہے تحریم مین متن درر بہیہ مین بہی نہی لکھی ہے افتراش حریر سے ابن القیم نے کہا ہے کہ اگر یہ نص نہ آتی تب بہی نہی عن اللبس متناول افتراش کو ہوتی جس طرح کہ متناول التحاف کو ہے کیونکہ لغۃ و شرعاً یہ لبس ہے جس طرح انس نے کہا تہا قمت الی حصیر لنا قد اسود من طول ما لبس بسط اس مسئلہ کا شرح درر بہیہ مین ہے رہا یہ امر کہ حرمت افتراش کے مردون پر ہے یا عورتون پر بہی سو اس مین اہل علم کا اختلاف ہے خراسان کے شوافع نے دونون پر حرام کہا ہے اور عراق کے شافعیہ نے عورتون پر جائز بتایا ہے اول مذہب رافعی ہے اور ثانی مختار نووی

ابن عباس و انس افتراش کو جائز کہتے ہین مذہب حنفیہ بہی یہی ہے اس دلیل سے کہ افتراش اہانت ہے لکن یہ کوئی ایسی علت نہین بنے کہ لائق استدلال کے مسائل شرعیہ پر ہو سکے بر فرض عدم معارض حالانکہ دلیل صحیح معارض اس کی موجود ہے واللہ اعلم

ذکر جبہ طیالسیہ کسروانیہ کا

حدیث اسماء بنت ابی بکر مین آیا ہے کہ اسماء نے ایک جبہ طیلسان کسروانی کا نکالا اوس مین ٹکڑا ریشمی لگا ہوا تہا گریبان پر یعنی بطور سنجاف کے اور اوس کی دونون کشادگیان بہی ریشمی کپڑے سے لگی ہوئی تہین الحدیث رواہ مسلم طیلسان کہتے ہین چادر صوف سیاہ کو اور یہ جبہ شاید مدور تہا اور کسروانی نسبت ہی طرف بادشاہ فارس کے ایک کشادگی آگے ہوتی اور ایک پیچہے جس طرح بعض جبون مین آگے پیچہے دامن کہلے ہوتے ہین بہر حال اون دونون جاگون پر حریر کی سنجاف لگی ہوئی تہی یہ سنجاف چار انگشت سے زیادہ نہ تہی کہ معارض حدیث عمران ٹہیری اور وہ حدیث عمران مین آیا ہے کہ لا البس القمیص المکفف بالحریر رواہ ابو داود سو معمول بہ ہے زیادہ چار انگشت سی یا حل اونکا ورع و تقوے پر کرنا چاہیے

ذکر ازار زنان

حدیث ام سلمہ مین آیا ہے کہ جب حضرت نے ذکر ازار کا کیا تو اسماء نے کہا

کہ ازار عورتون کی کیسی ہو فرمایا ایک بالشت لٹکی کہا پاؤن کھلے رہین گے
فرمایا ایک ہاتھ لٹکائے اس سے زیادہ نکرے رواہ مالک وابو داود والنسائی
وابن ماجۃ دوسری روایت مین نزدیک ترمذی ونسائی کے ابن عمر سے
یون آیا ہے کہ فرمایا فیرخصین ذراعا لا یزدن علیہ مراد دراز کرنا ہے ازار
کا ایک بالشت یا ایک گز شرعی تک تا کہ قدم ڈہکے رہین حدیث دلیل ہے
اسپر کہ عورت کو ستر قدم چاہیے ایسی ازار جیسے جس سے پاؤن کھلے
رہین اس زمانی مین جو پاجامہ تنگ چوڑی دار عورتون مین مستعمل ہے
وہ خلاف اس حدیث کے ہے اور کلی دار پاجامہ اگرچہ ساتر اقدام ہوتا ہے
لکن اوس مین سرف وتخیلہ موجود ہے جو ازار معمول عہد نبوت تھی وہ
ان ہر دو امر سے خالی تھی اوس طرح کی ازار کا رواج حدیدہ واطراف
مین ابتک موجود ہے وہ ایک تہمد ہیئت خاص کا ہے جس سے
اقدام نسوان مستور رہتے ہین

ذکر ازار مردان

ابن عمر نے کہا ہے مین گذرا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور میری ازار
مین استرخا تھا فرمایا اے عبد اللہ اپنی ازار اونچی کر مینے اونچی کی فرمایا اور
زیادہ کر مینے اور زیادہ کی جب سے مین ہمیشہ قصد اوس کے اوٹھائے
رکھنے کا کرتا ہون بعض قوم نے کہا کہان تک اوٹھاتے ہو کہا نصف ساق تک

رواه مسلم حدیث دلیل ہے تعیین موضع رفع پر یہی اندازہ ہے ازار
یعنی تہمد کا اور جو بچای اوس سکے سو دوسری حدیثون مین یہی آیا ہے
سنت یہی مقدار ہے اور تا کعبین جائز ہے اور کعبین سے نیچے حرام اور
لائق آتش دوزخ ہے عکرمہ کہتے ہین مینے ابن عباس کو دیکھا کہ وہ تہمد
باندہتے اور حاشیہ تہمد کا آگے کی جانب سے پشت قدم پر رکہتے اور
پیچھے سے اوسکو اونچا کرتے مینے کہا تم تہمد کیون اس طرح باندہتے ہو کہا
مینے حضرت کو اسی طرح تہمد باندہتے دیکھا ہے یعنی گاہ گاہ رواہ ابوداود
معلوم ہوا کہ اونچا رکہنا ازار کا پیچھے سے کافی ہے عدم اسبال مین حدیث
ابوسعید مین رفعاً آیا ہے اِزرۃ المومن الی انصاف ساقیہ لاجناح علیہ
فی ما بینہ وبین الکعبین وما اسفل من ذالک ففی النار الحدیث رواہ
ابی داود وابن ماجۃ حدیث دلیل ہے جواز اسبال پر تا فوق کعبین اور
اس سے اسفل کو نار مین فرمایا ہے اور یہ کلمہ تین بار کہا

ذکر خز کا

حدیث ابوالرجاء مین آیا ہے کہ عمران بن حصین ہمپر باہر آئے وہ مطرف
خز اوڑہے ہوئے تھے الحدیث رواہ احمد مطرف وہ کپڑا ہے جس کے
دونون طرف کنارا ہو قاموس مین کہا ہے مطرف چادر خز کو کہتے ہین جو
مربع دہاری دار ہو اور خز کہتے ہین اوس کپڑے کو جو نرے ریشم کا ہو اور

بعض نے کہا جو بشبہ وصوف کا ہو اس جگہہ یہی قول اخیر مراد ہے اور
مین خزکو شتر بولتے ہین

ذکر اطلاق تکمہ کا

معاویہ بن قرہ عن ابیہ کہتے ہین مین پاس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی آیا ایک جماعت مزینہ کے ساتھہ یعنی بیعت اسلام کرنے کو
اونہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کی اور حضرت بیٹھے
تھے گھنڈیان گریبان کی کھلی ہوئی تھین مینے اپنا ہاتھہ اندر گریبان
قمیص کے کرکے مہر نبوت کو چھوا رواہ ابی داود حدیث دلیل ہی اطلاق
ازار پر اور گریبان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ مبارک پر تھا احادیث
کثیرہ اسی پر دلیل ہین اور چھونا مہر نبوت کا بغرض تیمن وتبرک کی تھا یہ علامت
نبوت کی خاص ساتھہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھی ٥

پیغام حسد الخست آدم آورد	انجام بشارت ابن مریم آورد
باجملہ رسل نامۂ بی خاتم بود	احمد بر مانامہ وخاتم آورد

صلی اللہ تعالی علی خاتم الانبیاء وسلم

ذکر پیوند لگانی کا کپڑی مین

عائشہ کہتی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہسے فرمایا یا عائشہ
ان اردت اللحوق بی فیکفیک من الدنیا کزاد الراکب وایاک و

مجالسة الاغنياء ولا تستخلقي ثوباً حتى ترقعيه رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث صالح بن حسان وقال محمد بن اسمعيل صالح بن حسان منكر الحديث يعني اے عائشہ اگر تو چاہتی ہے ملنا میرے یعنی دنیا و آخرت مین تو چاہیے کہ کفایت کرے تجھکو دنیا سے بقدر توشہ سوار کے اور بچتی رہ ہمنشینی سے اہل دولت کی اور نہ پرانا کر کپڑے کو اور نہ پھینکدے اوس کو بسبب کہنگی کے یہان تک کہ پیوند کرے تو اوسکو توشہ سوار اس لیے کہا کہ سوار تیز چلتا ہے منزل پر جلد پہونچتا ہے اوس کو تھوڑا سا توشہ کافی ہے بخلاف پیادہ کے اوسکو سفر مین دیر لگتی ہے وہ زیادہ توشہ لیتا ہے اسمین ترغیب دی ہے قناعت علی الیسیر پر اور ہمنشینی سے دولتمندون کی اس لیے منع فرمایا کہ اونکی صحبت باعث ہوتی ہے محبت شہوات ولذات ولہوات دنیا پر سخت تر عزلت بیز انش این سخن ست کا زمصاحب ناجنس احتراز کنید اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تمدن عينيك الى ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحياة الدنيا الخ ایک روایت مین فرمایا ہے کہ صحبت نہ کیا کرے بجو کہا وہ کون ہین فرمایا اغنیا راستے یعنی تونگرون کے دل سخت و سیاہ ہوتے ہین گویا اونمین جان ایمان کی نہین ہے سوجب وہ مردہ دل ہین سے تو پھر اون کی پاس بیٹھنے سے کیا حاصل بجز اس کے کہ اپنا

دل ہی مردہ ہو جائے ۔ ؎

افسردہ دل افسردہ کند انجمنی را ۔ در مجلس خود راہ مدہ ہیچ منے را

اور پیوند لگا کر پہننے کی رغبت دلائی یعنے طریقہ کفایت مونت اور عدم سوال و ترک حرص کا تبلا یا بلکہ اس مین کسر نفس و رفع تکبر بہی حاصل ہے حکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایام خلافت مین خطبہ پڑہا اوس وقت اون کی تہمد مین بارہ پیوند لگے تہے اسی جگہہ سے حدیث ابو امامہ مین رفعاً آیا ہے الا تسمعون الا تسمعون ان البذاذۃ من الایمان ان البذاذۃ من الایمان رواہ ابو داود تم نہین سنتے تم نہین سنتے کہ ترک زینت کرنا اخلاق ایمان مین سے ہے حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ میلا کچیلا رہنا اور لباس کی پرواہ نہ رکہنا اور پہٹا پرانا کپڑا پہننا نشانی ایمان کی ہے یعنی جبکہ مقصود اس وضع سے زہد فی الدنیا اور رغبت فی الآخرۃ ہو نہ ریا و سمعہ و حیلہ گدائی و نحو ہا سوید بن وہب ایک مرد سے جو کہ ابناء صحابہ سے تہا اور اپنے باپ سے راوی ہے رفعاً ناقل ہین کہ جس نے پہننا جامۂ جمال کا ترک کر دیا اور وہ ایسے لباس پر قدرت رکہتا ہے دوسری روایت مین ہے کہ براہ خاکساری چہوڑ دیا تو اللہ اوسکو حلہ کرامت کا پہنائیگا اور جس نے بیاہ کیا اللہ کے لیے اللہ اوس کے سر پر تاج شاہی رکہیگا رواہ ابو داود و روی الترمذی منہ عن معاذ بن

أنس حدث اللباس مطلب یہ ہوا کہ جس نے بخوف حق ایا باسید تحصول
رتبہ آخرت یا بنظر حقارت زینت دنیا لباس عمدہ ترک کر دیا تو
اوس کو آخرت مین حلہ کرامت ملیگا یا جس نے ایسی عورت سے
نکاح کیا جو اس کی برابر نہین ہے نہ کفارت مین نہ عزت مین نہ غنا مین
اور یہ نکاح محض اللہ کی رضا کے لیے کیا یا واسطے حفظ نفس کے فتنہ
زنا و نحو اوسکے یا بغرض محافظت دین و طلب نسل کے تو بہشت مین
اوس کے سر پر ایک تاج بادشاہی کا رکہا جائیگا یا یہ کہ وہ دنیا و
آخرت مین موقر ہوگا

ذکر سونے کی حباب کا

حدیث علی رضی اللہ عنہ مین آیا ہے کہ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم عن خاتم الذہب وعن لبس القسی والمیاثر رواہ اہل السنن
الاربع یعنی منع کیا مجھکو حضرت نے پہننے سے سونے کی حباب کے اور
قسی اور زین پوش ریشمی سے معلوم ہوا کہ جس کپڑے پر تحریر ذہب
خالص کی ہو اوسکا پہننا منع ہے اور جب حباب نادرست ٹہیرے تو
جامۂ زرنگار اور وہ کپڑا جس مین سونے کے تار ہون بالاولی حرام ہوگا
اسی طرح رکوب خز و نمار سے حدیث معاویہ مین نہی آئی ہے رواہ ابو داود
والنسائی یعنی ریشمی کپڑے کی اور چیتے کے چمڑے کے زین پوش پر

سوا اس کے خز زمانہ سابق میں وہ کپڑا تھا جو صوف و ریشم سے بنا جاتا تھا وہ مباح ہے صحابہ و تابعین نے اوسکو پہنا ہے اگر وہی خز مراد ہے تو علت نہی کی تشبہ بعجم ہے بطریق تکبر کے اور اگر مراد ریشم خالص ہے تو وہ مطلقاً حرام ہے اس جگہ یہی اخیر قسم مراد ہے اور خبر دی ہے کہ آخر زمانے میں ایک قوم پیدا ہوگی جو خز و حریر کو حلال جانے گی یہ قسم زمان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ تھی اس لیے یہ اخبار و حمل تشبہ مستبعد ہے بعض شراح نے کہا ہے کہ مراد خز سے وہ کپڑا ہے کہ تمام یا اکثر اوسکا ریشم ہو

ذکر جامہ قطر کا

انس کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھے باہر تشریف لائے تکیہ لگائے ہوئے اسامہ پر حضرت پر قطر کا کپڑا تھا کہ بطور ردا ہی کے ڈالا تھا پھر صحابہ کو نماز پڑھائی رواہ فی شرح السنۃ قطر ایک قسم ہے چادر کی کہ اوس میں کچھ سرخ دھاریاں ہوتی ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا کا لفظ یہ ہے کان علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثوبان قطریان غلیظان وکان اذا قعد فعرق ثقلا علیہ الحدیث رواہ الترمذی یعنی حضرت پر دو کپڑے موٹے قطری تھے جب بیٹھے اور پسینا آتا تو وہ بدن پر بھارے ہوجاتے بعض نے کہا ہے قطر ایک بستی ہے ضلع بحرین میں یہ کپڑا وہاں کا

تا حدیث دلیل ہے جواز لباس خشن پر آمین بزہد و تقوی شرع ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے ۔

ذکر چادر سرخ و سیاہ و شملہ کا

ہلال بن عامر کے باپ کہتے ہیں کہ دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو منے میں خطبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ایک خچر پر آپ کے اوپر ایک چادر سرخ تھی روایۃ ابو داود ظاہر یہ ہے کہ بالکل سرخ تھی لیکن اہل علم نے کہا ہے کہ خطوط سرخ تھے یعنی لال دہاری کی لنگی اوڑہے ہوئے تھے عائشہ رض کہتی ہیں حضرت کے لیے ایک چادر سیاہ طیار کی گئی آپ نے اوسکو پہنا جب اوس میں پسینا آیا تو اون کی بو پائی آپ نے اوسکو پہینک دیا یعنے بسبب لطافت مزاج شریف و نظافت طبع منیف کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بوے ناخوش سے سخت نفرت تھی کیونکہ خلاف لطافت و طہارت ہے جابر کہتے ہیں میں پاس حضرت کے آیا آپ گوٹ ماری ہوئی بیٹہے تہے آپ کی چادر کے پہندنے آپ کے قدموں پر پڑے تہے روایۃ ابو داود اس طرح کے بیٹہنے کو احتبا کہتے ہیں اس کی شکل یہ ہے کہ سرین زمین پر ٹیک کر دونوں گہٹنے کہڑے کر دے اور دونوں ہاتہ یا کوئی کپڑا گرد گہٹنے کے لپیٹ کر سہارے کے لیے بیٹہے

ذکر قباطی کا

دحیہ بن خلیفہ کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاس قباطی آئی تہی ایک قبطیہ مجہکو دیا اور فرمایا اس کے دو ٹکڑے کر ایک ٹکڑے کا قمیص بنا اور دوسرا ٹکڑا اپنی عورت کو دے کہ وہ اوسکا اوڑہنے بنائے جب مین پشت پہیر کر چلا تو فرمایا اپنی عورت کو حکم دے کہ اس کے نیچے ایک اور کپڑا یعنی بطور استر کے لگائی تاکہ بال و بدن ظاہر یعنی بسبب باریکی کے روا ہ ابو داود قباطی ایک باریک سفید کپڑا ہوتا ہے مصر مین بنا جاتا ہے حدیث دلیل ہی اسپر کہ مرد کو باریک کپڑا پہننا درست ہے اگرچہ واصف بدن ہو اور عورت ایسا باریک کپڑا نہ پہنے جس سے بدن دکہائی دے جیسے جالی و لاہی ونحوہما

ذکر باریک کپڑی کا

عائشہ کہتی ہین اسماء بنت ابی بکر پاس حضرت کے آئین وہ ثیاب رقاق یعنی باریک کپڑے پہنے تہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکی طرف سے منہ پہیر لیا اور فرمایا ای اسماء عورت جب ایام حیض کو پہونچے یعنی بالغ ہو جائے تو ہرگز درست نہین ہے کہ کوئی عضو اوسکا دکہا جائے مگر یہ اور یہ یعنی چہرہ اور ہاتہ روا ہ ابو داود یہ ستر عورت ہے واسطی عورت کے اور حجاب یہ ہے کہ گہر سے باہر نہ نکلے روبرو لوگون کے اگرچہ بدن ڈہکا ہو اور یہ خاص حکم تہا حضرت کے ازواج مطہرات کو اور امت کی عورت تو نکلے لیکن

حجاب مستحب ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ جب بدن عورت کا باریک کپڑے کے اندر سے نظر آوی تو وہ عورت بحکم برہنگی کا رکھتی ہی وللہذا علقمہ اپنی مان سے ناقل ہین کہ حفصہ دختر عبدالرحمن پاس عائشہ صدیقہ کے گئی وہ ایک باریک اوڑہنی پہنے تہی عائشہ نے اوس خمار کو پہاڑ ڈالا اور ایک موٹی اوڑہنی اوسکو اوڑہا دی روایہ مالک حفصہ دختر برادر عائشہ تہین عائشہ نے اون کو باریک اوڑہنی مین دیکھکر غصہ کیا اور واسطے تادیب وتعلیم کے اوس باریک اوڑہنی کے دو ٹکڑے کر ڈالی اور اوسکے عوض خمار کثیف پہنا دیا اہل علم ودین کی شان حق مین اپنا اور بیگانے کی دربارہ امر معروف ونہی عن المنکر یہی ہوتی ہے

ذکر درع قطری کا

عبداللہ بن ایمن کے باپ کہتے ہین مین پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کے گیا وہ ایک درع قطری پہنے ہوئے تہین جس کی قیمت پانچ درہم تہے مجہسے کہا تو اپنی نگاہ طرف میری کنیز کے اوٹہا اور اوس کو دیکہہ کہ وہ عار کرتی ہے اور راضی نہین ہوتی کہ اس کپڑے کو گہر مین پہنے یعنی بیجا ہی اس کی کہ اس کو پہنکر باہر نکلے حالانکہ اسی کپڑے کا ایک درع میرا زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تہا جب کسی عورت کو مدینہ مین بیاہ کے لیے سنوارتی تو وہ مجہسے اس کپڑے کو عاریت منگوا بہیجتی

رواہ البخاری اس مین دلیل ہے زہد پر اور دریدہ نصیحت و ہدایت ہے
پہننے پر جامئہ کم قیمت کی اور دلیل ہی جواز استعارہ لباس پر شادی وغیرہ مین

ذکر قبای دیباج کا

جابر کہتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن قبای دیباج پہنی
پہر جہٹ پٹ اوتار کر پاس عمر رضی اللہ عنہ کے بہیجدی عمرؓ نے وہ دو ہزار
درہم کو بیچ ڈالی رواہ مسلم بطولہ معلوم ہوا کہ لباس ریشمی کا پہننا منع
ہے اور اگر وہ دیباج خالص نہ تہا تو خلاف تقوی جانکر اوسکو دور کردیا

ذکر ایک پیچ کا

ام سلمہ کہتی ہین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری پاس آئی اور مین
اوڑہنی اوڑہ رہی تہی فرمایا ایک پیچ ہے سر پر نہ دو پیچ رواہ ابوداود یعنی
سر پر اور گلی کے نیچے ایک پیچ کافی ہے نہ دو پیچ تاکہ اسراف و مشابہت
ساتہہ مردون کے نہو قالہ الطیبی ظاہر یہ ہے کہ مراد سر پر کپڑا لپیٹنا ہو
زنان عرب کی عادت ہے کہ سر کو کپڑے سے ڈہانکتی ہین جیسے عصابہ
جسکو ہیان کی زنجیر سر سے باندہتی ہین حضرتؐ نے فرمایا کہ ایک پیچ کافی
ہے زیادہ نہ لپیٹے تاکہ مشابہ دستار نہو

ذکر جامئہ جدید کی پہننے کا

ابو امامہ کہتی ہین عمر بن خطاب نے ایک نیا کپڑا پہنا پہر کہا الحمد للہ الذی

کسانی ما اواری به عورتی و اتجمل به فی حیاتی پہر کہا مین حضرت کو سنا فرماتے تھے کہ جس نے جامۂ نو پہنکر یون کہا اور پرانا کپڑا ایک صدقہ کر دیا وہ اسکی پناہ و حفظ و ستر مین رہیگا زندہ و مردہ رواہ احمد والترمذی وقال ھذا حدیث غریب اس ماجہ ابن مطر کا لفظ یہ ہے کہ علی نے ایک کپڑا تین درہم کو مول لیا پہر کہا الحمد للہ الذی رزقنی من الریاش ما اتجمل به فی الناس واواری به عورتی پہر کہا مینے حضرت کو سنا کہ اسی طرح کہتے تھے رواہ احمد

ذکر نام رکہنے کا جامہ کو

ابو سعید خدری کہتے ہین حضرت جب نیا کپڑا پہنتے تو اوسکا نام لیتے پگڑی یا کرتہ یا چادر پہر کہتے اللہم لک الحمد کما کسوتنیہ اسألک خیرہ و خیر ما صنع له واعوذ بک من شرہ و شر ما صنع له رواہ الترمذی وابو داود حدیث معاذ بن انس مین فرمایا ہے جسنے کپڑا پہنا پہر کہا الحمد للہ الذی کسانی ھذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ تو اوس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیے جاتے ہین رواہ ابو داود ف اہل علم و دین کا تجربہ ہے کہ جو شخص گناہ نہین کرتا ہے اوس کے کپڑے جلد پرانے نہین ہوتے اور عاصی کا لباس جلد کہنہ و بوسیدہ ہوجاتا ہے یعنی دنیا و برزخ مین یہی وجہ ہی کہ اکثر موتی کا کفن باقی نہین رہتا بلکہ تن و بدن بہی اور بعض صلحا کا

کفن یا موجود دہلاول زمینہیں کہ ملا بیتن و بدن بدستور باقی رہتا ہی واللہ اعلم

ذکر موزہ کا

شیخ کہتی ہین ستیا ہ موزہ کا رکہنا سنت نہی اور زرد رخصت اور مرج ہدایت نجاشی نی حضرت کو دو سیاہ موزے سادے بطور ہدیہ کے بہیجے تہے آپ نی اونکو پہنا پہر وضو کیا اور اوپر مسح فرمایا مین کہتا ہون اس حدیث کو ابن ماجہ و ترمذی نے ابن بریدہ عن ابیہ سے روایت کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو موزے بلا تفتیش اس امر کے پہنے کہ اونکا چمڑا مدبوغ ہے یا نہین اور مردار کا ہے یا مذبوح کا ہے اس کی کچہ جستجو نکی اور ظاہر حال پر عمل کیا اس سے حکم کورے کپڑے اور بوریون اور شطرنجی و غیرہ فروش و بسط و دیگر اشیاء کا معلوم ہوا کہ جب ظاہر مین نجاست نہو تو حکم طہارت کا ہے انتہی مسح کرنا موزے پر سنت صحیحہ سے ثابت ہی اور ترک نہین کرتا اوس کو مگر مبتدع ضال اور مسح کرنا موزے پر اگر طہارت کاملہ پر پہنا ہے یعنی متیمم و معذور نہین ہے تو درست ہے کیونکہ ان کی طہارت ناقص ہے اور اگر ایک مسلمان نے پہلے پاؤن دہوئے پہر موزہ پہنا پہر وضو کیا پورا پہر اوس کو حدث ہوا تو اوس کو ہمارے نزدیک مسح کرنا روا ہے اور جورب پر بہی روا ہے حکم موزہ کا رکہتا ہے

ذکر پاپوش کا

پہننا جوتی کا سنت ہے قتادہ کہتے ہیں پوچھا انس بن مالک سے کہ کیا کر
حضرت کا نعل کیسا تھا کہا اوس کی دو قبال تھے قبال کہتے ہیں دوال کو
جو درمیان دو انگشت کے ہوتا ہے اور جہت دوسرے
اوس کی تسمہ ہے حضرت نبوت سے پہلے ایام عسرت میں برہنہ پا بھی
چلتے ہیں پھر ابتدای نبوت سے تا آخر مرض الموت کبھی ننگے پاؤں نہ پھرے
مگر صحن کعبہ میں یا کسی جاے عبادت میں اور بعض ابعوۃ صالحین کوچہ
و بازار میں ننگے پاؤں چلتے پھرتے ہیں سو یہ خلاف سنت ہے ہاں اگر
صحرا ہو اور براہ انکسار و تواضع چلے تو جائز ہے یا بسبب عسرت و فقر کے
اگر جوتا میسر نہو تب بھی روا ہے انتہے کلام الشیخ میں کہتا ہوں حضرت نے
نعل واحد میں چلنے سے منع کیا ہے یہی حدیث جابر میں رفعا نزدیک
مسلم کی آئی ہے اور ابو ہریرہ کا لفظ رفعا یہ ہے لا یمشی احد کم فی نعل
واحد لیحفہما جمیعا اولینعلہما جمیعا متفق علیہ اس حدیث سے
فی الجملہ اشارہ طرف جواز احفا کے نکلتا ہے بشر حافی برہنہ پا رہا کرتے تھے
زدہ ام بر سر جہان پا پوش بی حجاب این برہنہ پائی نیست
اور حدیث جابر میں فرمایا ہے کہ جب تسمہ جوتے کا ٹوٹ جائے تو ایک جوتے
میں نہ چلے جب تک کہ اوسکو درست نکرلے اور نہ ایک موزے میں چلے
رواہ مسلم اور وہ جو حدیث عائشہ میں چلنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

اور دوسری روایت مین چلنا عایشہ کا ایک نعل مین آیا ہے رواہ الترمذی
سو یہ امر نادرًا صحن خانہ مین تہا یا واسطی ضرورت یا بیان جواز کے ہوگا
علاوہ اس کے اس حدیث کی صحت مین بہی کلام ہے ابن عمر کہتے ہین
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی پاپوش پہنتے تہے جس مین بال نہوتے
رواہ البخاری یعنی صاف چمڑی کے انس نے کہا حضرت ص کے نعل مین دو
تسمے تہے رواہ البخاری ایک تسمہ درمیان انگوٹہے اور اوس کے پاس کی
اونگلی کے ہوتا تہا اور دوسرا درمیان بیچ کی انگلی اور اوس انگشت کے جو
اوس کی متصل ہے جس کو بنصر کہتے ہین یہ پاپوش عرب ہندی مین چپل
کہلاتی ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے کثرت سے جوتا پہنا کرو کہ مرد جبتک
منتعل ہے راکب ہے رواہ مسلم اور ادب پہنے کا یہ ہے کہ پہلے پاے
راست مین پہنے اور جب اوتاری تو بای جب سے شروع کرے تاکہ یمینے
پہننے مین اول اور اوتارنی مین آخر ہو متفق علیہ من حدیث ابی ھریرۃ
مرفوعہ ابن عباس نے کہا حضرت کی نعل مین دو قبال مثنی الشراک تہے
رواہ الترمذی یعنی دوہرا تسمہ تہا تاکہ چپین نہین اور استوار رہین اور
حدیث جابر مین کہڑے ہو کر جوتا پہننے سے منع فرمایا ہے رواہ اہل السنن لکن
یہ جب ہے کہ کہڑی ہو کر پہننے مین مشقت ہو نہ مطلقًا واللہ اعلم ابن عباس نے
کہا سنت ہی کہ جب جوتا اوتارنی کو بیٹھے تو نعلین کو اپنی پہلو کے پاس رکہہ لے

رواه ابن داود یعنی جوتی سمیت نہ بیٹھے بلکہ جوتا اوتار کر بیٹھے کا دب اسی مین ہے
اور اوسکو جانب چپ رکھے نہ جانب راست اور نہ سامنے اور نہ پیچھے

ذکر خاتم کا

حدیث ابن عمر مین آیا ہے کہ حضرت نے پہلے یعنی قبل حرمت زر کے سونے کی انگوٹھی بنوائی تھی پھر اوس کو پھینک کر چاندی کی بنوائی اوسکا نگینہ بطن کف سے ملا رہتا تہا متفق علیہ اور حدیث علی مین تختم ذہب سے منع فرمایا ہے رواہ مسلم اور حدیث ابن عباس مین آیا ہے کہ ایک مرد کے ہاتھ مین خاتم زر دیکھکر فرمایا کہ یہ ایک اخگر آگ کا ہے آگ کی رواہ مسلم بطوله حدیث طویل انس مین آیا ہے کہ حلقہ حضرت کی انگشتری کا چاندی کا تہا رواہ مسلم دوسرا لفظ یہ ہے کہ حلقہ و نگین دونون چاندی کے تھے رواہ البخاری تیسرا لفظ یہ ہے کہ حلقہ چاندی کا اور نگین حبشی تہا متصل ہتیلی کے رکھتے متفق علیہ یعنی سیاہ رنگ کا تہا یا ساخت حبش یا خواتم متعدد تھے چوتھا لفظ یہ ہے کہ انگشتری کو خنصر دست چپ مین پہنتے تھے رواہ مسلم اور حدیث علی مین نہی آئی ہے تختم سے وسطی اور انگشت متصل وسطی مین رواہ مسلم عبد اللہ بن جعفر سے پہننا انگشتری کا دست راست مین بھی رفعاً آیا ہے رواہ ابن ماجۃ اور ابو داؤد مین ابن عمر سے بائین ہاتھ مین پہننا مروی ہے معلوم ہوا کہ دونون صورتین جائز ہین لکن اکثر

احوال مین جانب چپ ہی استعمال فرماتے تھے اور حدیث بریدہ مین
پیتل کی انگوٹھی کو ناپسند فرما کر کہا کہ اس سے بوی اصنام آتی ہے اور
لوہے کی انگوٹھی کو زیور اہل نار فرمایا ہے اور چاندی کی انگوٹھی کو کہا کہ
ایک مثقال ہو یعنی اس سے کم وزن ہو رواہ الترمذی وابوداود والنسائی

ذکر گھنگرو کا

زبیر نے کہا کہ ایک کنیز میری آزاد کی ہوئی میرے بیٹے کو پاس عمر بن خطاب
کی لیگئی اوس کے پانون مین گھنگرو تھے عمرؓ نے اونکو توڑ ڈالا اور کہا مینے
حضرتؐ کو سنا ہے فرماتے تھے مع کل جرس شیطان رواہ ابوداود حدیث
دلیل ہے اسپر کہ جس زیور مین آواز نکلے اوسکا پہننا حرام ہے خواہ پانون
مین ہو یا اور کسی عضو مین بنانہ کنیز عبدالرحمن بن حیان انصاری پاس عائشہؓ
کے تھی کہ اتنے مین ایک لڑکی آئی وہ جلاجل پہنے تھی یعنی گھنگرو وہ
آواز کرتے تھے یعنی چھم چھم بولتے تھے عائشہؓ نے کہا کہ تم اسکو میرے
پاس نہ لایا کرو مگر گھنگرو قطع کرکے مینے حضرتؐ کو سنا فرماتے تھے لاتدخل
الملائکۃ بیتا فیہ جرس رواہ ابوداود

ذکر زیور زر کا

بعض احادیث سے حرمت زیور زر کی عورتون پر بھی صراحۃً ثابت ہوتی
ہے جیسے حدیث ابوہریرہ نزدیک ابوداود کے اور حدیث اسماء نزدیک

نسائی وغیرہ کی اور حدیث اخت حذیفہ نزدیک ابو داؤد کی لیکن اہل علم
نے ان احادیث کو منسوخ ٹھیرایا ہے بحدیث علی رضی اللہ عنہ جس مین
حضرت نے یہ فرمایا ہے کہ حریر و سونا حرام ہے ذکور امت پر یعنی نہ زنان
امت پر اور کسی نے کہا مراد وہ سونا ہے جس کی زکوۃ نہین دی گئی ہر چند
تاریخ ان احادیث کی معلوم نہین ہے لیکن اتفاق جمہور ائمہ مذاہب حلت
ذہب پر واسطی زنان امت کے ایک علامت قوی ہے جواز استعمال
زیور زر پر واسطی اناث امت کے مگر اس کے ساتھہ ہی یہ بھی ہے کہ
حضرت کے ازواج و بنات نے چاندی ہی کے زیور پر اقتصار کیا تھا
اور زنان اہل بیت استعمال زیور زری پر نہیر رکھتی تہین یہ ایک قرینہ
قوی ہے افضلیت ترک زیور ذہب اور قصر پر زیور سیم کی واللہ اعلم بالصواب

ذکر فوطہ باندہنی کا

اسمین اختلاف ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمر پر فوطہ باندہا یا
نہین باندہا اور قمیص پر فوطہ باندہنا مکروہ ہے اس لیے کہ حضرت نے
نہین باندہا ہے اور حرب و غزا و سفر مین کمر باندہنا منع نہین ہے خواہ
جامہ پر باندہے یا پیرہن پر روضہ مین کہا ہے کہ جب نیا کپڑا قطع کرے
یا پہنے تو ان ایام مین مبارک ہے جس طرح کہ حدیث مین آیا ہے کہ جس نے
قطع کیا دن یکشنبہ کی اوس کو غم پہونچیگا اور مبارک ہوگا اور جس نے قطع

کیا دن دوشنبہ کے سے اوس کو مبارک ہوگا اور جسنے قطع کیا دن سہ شنبہ
کے اوس کو چور چرا کر لیجائیگا یا آگ اوس کو جلا دیگی یا پانی ڈبا دیگا اور جسنے
قطع کیا دن چہار شنبہ کے اسد اوس کے رزق کو کشادہ کریگا اور کوئی
مشقت اوس کی طرف نہ آئیگی اور اوس کے لیے معیشت ہوگی اور جسنے
قطع کیا دن پنجشنبہ کی اللہ اوس کو علم و رزق دیگا اور جسنے قطع کیا دن
جمعہ کے اوس کی عمر و دولت زیادہ ہوگی اور جسنے قطع کیا دن شنبہ کے
وہ بیمار رہیگا جب تک کہ وہ کپڑا اوس کے بدن مین ہوگا شیخ نے یہ
روایت نقل کی لیکن کچھ کلام اسپر نہین کیا ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے
کیونکہ کہین اتا پتا اسکا کسی کتاب صحیح یا سنن مین نہین لگتا علاوہ اسکے
سب ایام اللہ تعالی کے ہین کوئی دن منحوس نہین ہے اور نہ مخصوص ہے
واسطے کسی کام کے یہ اور بات ہے کہ جن ایام کی فضیلت آئی ہے جیسے جمعہ
وغیرہ اون ایام مین بنظر یمن کوئی کام کرے لیکن اس خبر مین روز شنبہ کو
نامبارک ٹھیرایا ہے حالانکہ حدیث مین آیا ہے بارك الله في يوم السبت والخميس
یہ دلیل واضح ہے وضع و نکارت پر اس خبر کے جسکو صاحب روضہ نے نقل
کیا ہے ہان شیخ رح نے بعد اس کی یون کہا ہے کہ زاد المتوعین مین لکھا ہے
کہ یہ ایک قول ہے امیر المومنین علی رض کا اور یہ بات حدیث سے ثابت نہین
ہے انتہے مین کہتا ہون کہ مجھکو اس مین بھی تامل ہے کہ حضرت امیر کا یہ قول ہو

پہر شیخ نے کہا ہے کہ حدیث میں ایسی ثابت رہی ہے کہ نیا کپڑا شب جمعہ یا روز جمعہ
کو بنیت نماز جمعہ پہنے اور عیدین میں جامہ نو پہنے اوس کو مبارک کہنا چاہیے
کہ اوس کپڑے میں اوسکو بہت سرور ہوگا بفضل اللہ و لطفہ و کرمہ انتہے لیکن
اس حدیث کا نشان بہی معلوم نہوا کہ کس جگہہ کی ہے اور کیسی ہے پہر تحفہ
میں کہا ہے کہ جب نیا کپڑا پہنے اوس بار انا انزلنا پڑہکر اور پانی پر دم کرکے
اوس کپڑے پر چہڑک دے اور کپڑا بنیت نماز کے پہنے اور نیا کپڑا پہن کر
دو رکعت نماز شکرانہ پڑہے پہر یہ دعا پڑہے الخ ہو تو وہ کپڑا اوس کی گردن
تک نہ پہونچا ہوگا کہ گناہ اوس کے معاف ہو جاوینگے اور سنت یہ ہے
کہ جب کپڑا بدن سے اوتارے اوسکو تہ کرکے رکہے ورنہ اوس کو شیطان پہنتا
ہے اور موزہ کو بہی حفاظت سے رکہے جب نیا کپڑا یا موزہ پہنے پہلے آخر
پہر لبتیہ کہے اور اگر سورہ فاتحہ تین یا پانچ یا سات بار وقت پہننے جامہ نو یا ندر
استار نو یا چادر نو یا موزہ نو کی بدن پر پڑہ لے تو سرور پیدا ہوگا اور
صحت و عافیت سے رہیگا اور بیماری دور ہوگی اگر بیمار تہا اور اگر قرضدار
ہے تو قرض ادا ہو جاویگا اور جلد دوسرا جامہ تازہ میسر آویگا اور پرانا کپڑا
کسی فقیر و مسکین کو دیدے یا اپنے اہل و عیال کو بخش دے اگر وہ اس کے
مستحق ہوں کہ اس کام میں اجر بسیار و ثواب بے شمار ہے انتہے یہ عبارت
وغیرہ کی اوسی طرح پر سب ہے جیسے اکثر ملا مشایخ کے بیانات ہوتے ہیں بنیاد

اس کی کسی دلیل صحیح پر نہین ہے فقط دینا جامہ کہنہ کا مسکین کو حدیث سی
ثابت ہے ہمکو حضرت شیخ اور اون کے امثال سے تعجب آتا ہے کہ آداب
صحیحہ ثابتہ مسنونہ کو چھوڑ کر کیون متعلق ایسے اقوال رجال سے ہوتی ہین
بخاری رح نے کتاب ادب مفرد مین جو سو ادب سے زیادہ لکھے ہین
جو خاص جناب رسالت صلعم اور اون کے اصحاب با جلالت سے ثابت ہین
پس آداب وسنن ماثورہ کے ہوتے ان اقوال غیر مستند پر عمل کرنا یعنی
چہ غفر اللہ لنا ولہم اللہم آمین ثم آمین

ذکر گہونگٹ کا

یا ایھا النبی قل لازواجك وبنٰتك ونسآء المومنین یدنین علیھن من
جلابیبھن ذلك ادنیٰ آن یعرفن فلا یؤذین وکان اللہ غفورا رحیما
ای نبی کہدی اپنی عورتون کو اور اپنے بیٹیون کو اور مسلمانون کی
عورتون کو نیچے لٹکالین اپنے اوپر تہوڑی سی اپنی چادرین اسمین لگتا ہے
کہ پہچان پڑین تو کوئی نہ ستاوی اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان ف
یعنی پہچان پڑین کہ لونڈی نہین بی بی ہے صاحب ناموس یا بدذات نہین
نیکبخت ہے تو بدنیت لوگ اوس سے نہ الجہین گہونگٹ اسکا نشان رکہا یہ
حکم بہتری کا ہے آگے فرمادیا اللہ بخشنے والا مہربان ہی انتہے ف اللہ تعالی
اپنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرماتا ہے کہ وہ مومن عورتون کو

خاصکر اپنی بیبیون اور بیٹیون کو بوجہ اونکی شرف وبزرگی کی اس بات کا حکم دین کہ وہ نیچے لٹکالین اپنے اوپر تہوڑی سی اپنی چادرین آکر جلابیب کے عورتونکی سمات وعلامت سی جدا ہوجائین اور لونڈیون کے نشان سی اونکا تمیز ہوجائی جلباب وہ چادر ہے جو اوڑہنی کے اوپر ہوتی ہے حضرت ابن مسعود وعبیدہ وحسن بصری وسعید بن جبیر وابراہیم نخعی وعطا خراسانی وغیر واحد کا یہی قول ہی حافظ ابن کثیر کہتے ہین وھو بمنزلۃ الازار الیوم یعنی جلباب آج کل بمنزلہ ازار کے ہے جوہری نے کہا جلباب ملحفہ ہے ہذیل کے ایک عورت نی اپنے کسی مقتول کا مرثیہ کہا ہے ؎

تمشی النسور الیہ وھی لاھیۃ　　مشی العذاری علیھن الجلابیب

یعنی اوس مقتول کی طرف گدہ چلتے ہین اس حال مین کہ وہ بازی کرتے ہین مثل چلنے کنواری عورتون کے کہ اونپر چادرین ہون گدکی چال کو کنواری عورت کی چال کی ساتہہ اس لیے تشبیہ دی کہ گدہ آہستہ چلتا ہے جیسی کنواری عورت شرم کی ماری آہستہ آہستہ چلتی ہی اور اوس کی بدن پر چادر ہے ہین گویا گدہ اوس مقتول کی طرف ایسا چلتا ہوا آرہا ہے جیسے کنواری عورت چادر اوڑہے شرماتی ہوئی آرہی ہے علی بن ابی طلحہ نی حضرت ابن عباس سے روایات کیا ہے کہ اللہ تعالی نی مومنین کی عورتون کو امر فرمایا ہے کہ جس وقت وہ اپنے گہرون سی کسی حاجت وکام مین نکلین تو اپنے مونہہ کو

سر کی اوپر سی چادرون کی ساتھہ ڈہانک لین اور ایک آنکہہ کہلی رکہین محمد بن سیرین کہتے ہین مین نی عبیدہ سلمانی سے اللہ عز و جل کی اس قول کو پوچہا تو اونہون نی اپنی مونہہ اور سر کو ڈہانک لیا اور بائین آنکہہ کو کہلا رکہا عکرمہ نی کہا کہ عورت اپنی ثغرہ نحر کو چادر سی ڈہانک لی چادر کو اوپر سی لٹکالی ثغرہ نحر دہکہدہکی کو کہتے ہین ثغرہ اصل مین چیر گردن کے گڑہے کو کہتے ہین اور نحر پیش سینہ کو بولتی ہین تو سینے کا گڑہا یہی دہکدہکی ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو انصار کی عورتین نکلین کان علی رؤسہن الغربان من السکینۃ گویا اون کی سرون پر کوی تہے سکینہ و وقار سے اور اونپر سیاہ چادرین تہین جن کو پہنتے تہے یونس بن یزید کہتے ہین ہمنے زہری سے پوچہا کیا لونڈی پر خمار یعنی اوڑہنی ہے بیاہی ہو یا بن بیاہی کہا اوسپر خمار ہے اگر وہ بیاہی ہو اور جلباب سی منع کی جائے کیونکہ لونڈیون کے واسطی مکروہ ہے کہ وہ آزاد بیاہی عورتون کے مشابہ بنین اور اللہ تعالی نے یون ہی فرمایا ہے یا ایہا النبی قل الآیۃ اخرجہ ابن ابی حاتم سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ذمی عورتون کی زینت کی طرف نظر کرنا لا باس بہ ہے اور اس سے جو منع کیا گیا ہے سو بسبب خوف فتنہ کی نہ اون کی حرمت کی وجہ سے اور استدلال اس قول سی کیا و نساء المومنین ذلک ادنی ان یعرفن فلا یوذین

کی یہ معنی ہین کہ جس وقت وہ ایسا کرینگی یعنی گہونگہٹ ڈال لینگی
تو پہچان لیجاوینگی کہ وہ آزاد عورتین ہین لونڈیان نہین ہین نہ رنڈیان
ہین سدی نے تفسیر آیت باب مین یون کہا ہے کہ کئی لوگ فساق اہل مدینہ
کے جس وقت اندہیرا ہوجاتا تو وہ رات کو راہ مدینہ کی طرف نکلتے عورتون کو
چہیڑتے مدینے والون کے گہر تنگ تہے جب رات ہوجاتی تو عورتین اپنی
قضاے حاجت کے واسطے رستون کی طرف نکلتین تو یہ فاسق اپنی غرض
اون سے چاہتے پہر جب وہ عورت پر چادر دیکہتے تو کہتے یہ آزاد عورت ہے
اوس سے باز رہتے اور جس وقت عورت پر چادر نہ دیکہتے تو کہتے یہ لونڈی
ہے اوسپر دوڑ پڑتے مجاہد نے کہا کہ چادر اوڑہ لین تو معلوم ہوجاے کہ وہ
آزادنی بیبیان ہین کوئی فاسق اون سے اذی و ریبت کے ساتھ پیش
نہ آوے اللہ غفور رحیم ہے یعنی زمانہ جاہلیت مین جو کچہہ گذر چکا ہے اللہ تعالیٰ
اوس کو بخشدیگا اس لیے کہ عورتون کو اس کا کچہہ علم نہ تہا ہان بعد علم کے
جو عورت خلاف حکم کام کریگی تو اوسپر گناہ ہوگا اوس کی جزا سزا پائیگی
فتح البیان مین کہا ہے کہ جلابیب جمع ہے جلباب کی جلباب ایک کپڑا ہے
جو خمار یعنی اوڑہنی سے بڑا ہوتا ہے یعنی تا کہ جس کو عورت درع و خمار کے
اوپر اوڑہتی ہے جوہری نے کہا جلباب ملحفہ ہے شہاب نے کہا جلباب ایک
ازار واسع ہے جس کو اوڑہ لیا جاتا ہے کسی نے کہا قناع ہے کسی نے کہا

ہر کپڑا چادر وغیرہ ہے جو عورت کی ساری بدن کو چھپاوے جلباب کہ حدیث

ام عطیہ سے صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ کہا یا رسول اللہ واسطے ایک ہمارے

کے چادر نہین ہوتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اوس کی بہن کو چاہیے کہ وہ اپنے

جلباب سے اوس کو اوڑہا دے واحدی کہتے ہین مفسرین نے کہا ہے کہ اپنے

موہنون اور سرون کو ڈہانک لین مگر ایک آنکہہ تاکہ پہچانے جائین کہ وہ آزاد

ہین تو اون سے کوئی ایذا کے ساتھہ پیش نہ آئے حضرت ابن عباس بہی اسی

کے قائل ہین حضرت حسن رض نے فرمایا کہ اپنا آدہا موہنہ ڈہانک لے قتادہ نے

کہا کہ جلباب کو اپنی پیشانی کے اوپر موڑے اور اوس کو مضبوط کر دے پہر اوسکو

ناک پر موڑ دے گو اوس کی دونون آنکہین کہل جائین لیکن سینے کو اور معظم وجہ

یعنی اکثر موہنہ کو چہپالے مبرد نے کہا کہ اپنے اوپر چادرون کو ارخا کرین یعنی

ڈال لین لٹکا لین اور اون سے اپنے موہنون اور اطراف کو ڈہانک دین

حرف من تبعیض کے واسطے ہے یعنی جلباب کا بعض و فضل اور ڈالو اپنے

موہنہ پر لٹکا لے مقنع کرلے تاکہ لونڈی سے متمیز ہو جائے ذلک ادنی ان یعرفن

فلا یوذین کے یہ معنی ہین کہ یہ چادرون کا لٹکا لینا قریب تر ہے اس کے

کہ وہ پہچانی جائین لونڈیون سے متمیز ہو جائین لوگون کو یہ بات ظاہر

ہو جائے کہ وہ آزاد ہین تو اہل ریبت و فسق کی طرف سے ایذا دی جائین

اونکا اور اون کے گہر والون کا لحاظ رکہین اونسے چہیڑ نکرین اس سے یہ مراد

نہین ہی کہ منجملہ عورتون کی عورت پہچانی جاتے کہ وہ کون ہے بلکہ مراد یہی ہے کہ پہچان پڑین کہ وہ آزاد ہین لونڈیان نہین ہین کیونکہ انہون نے ایک ایسا پہناوا پہنا ہے جو کہ آزاد عورتون کی ساتھ خاص ہے

فائدہ بیان مین تمیز لباس علماء کے

سبکی رحمہ اللہ نے طبقات کبری مین فرمایا ہے کہ ائمۂ شافعیہ مین سے احمد بن عیسی رحمہ اللہ شارح تنبیہ نے اس آیت کریمہ سے استنباط کیا ہے کہ اس زمانے کی علماء جو بات اپنی لباس و پوشاک مین کرتے ہین کہ آستینین فراخ چوڑی چکلی رکھتے ہین عمامہ ایک شکل خاص پر باندھتے ہین طیلسان اوڑھتے ہین یہ بات اچھی ہے گو سلف نے اس کو نہین کیا ہے کیونکہ اسمین اون کے واسطے ایک تمیز ہے اور اس سے وہ پہچانے جاتی ہین تو اون کے فتوون اور قولون کی طرف التفات کیا جاتا ہی انتہی اس سی معلوم ہوتا ہے کہ تمیز اشراف کا کسی علامت و نشان سے ہی ایک امر مشروع ہے انتہی صاحب فتح البیان دام ظلہ فرماتے ہین کہ یہ کیا بارد استنباط ہی اور کیا قلیل النفع بات ہے خاصکر بعد اسکے کہ سنت مطہرہ مین لباس و وراثی لباس مین اسراف کرنے سے نہی وارد ہو چکی ہے اور سلف امت و ائمہ ملت نے بھی اس سے منع فرمایا ہے تو پھر یہ استنباط کہان اور مطلب تنزیل کہان یہ تو ایک بدعت ہی کہ اوسکو علماء و مشایخ دنیا نے نکالا ہے اسی لیے علی قاری رضی اللہ عنہ نے اونکی معرض ذم مین

یون فرمایا ہی عمائم کا لابراج و بحائم کا الاخراج یعنی عمامی لمبے جیسی برجیان اور
آستینین ایسی جیسے خرجیان اور اونپر اسکا بہت سخت انکار کیا ہی اور یہ جو ذکر کیا
کہ زی علماء و اشراف ایک سنت ہی سو ابن الحاج نی مدخل مین اسکو رد کیا ہی کہ
انکی زی و لباس اوس زی و لباس کی مخالف ہی جو زمانہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ
سلم اور عہد خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور اون کی بعد خیر قرون مین تہے پہر اگر
کوئی کہے کہ وہ اس لباس سی پہچانے جاتے ہین تو یون کہا جاہی کہ وہ اگر لباس و
شکل اول پہ باقی رہتے تو بہی وہ اوس سی پہچانی جاتی کیونکہ وہ لباس اوس لباس کے
مخالف ہوتا جیسے لوگ اب ہین علی قاری نی اونکے قول کی انکار مین طول کیا ہی اور
صاحب فتح البیان نی حجج الکرامہ مین بہی اسپر کلام مبسوط فرمایا ہی طالب تفصیل اوسکی طرف
رجوع کری محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ ایک شخص منافقین کا مومنین کی بیبیونکے
چہیڑتا اونکو ایذا دیتا تہا اوس سی جب کہتے تو کہتا کہ مینے اوس عورت کو لونڈی گمان کیا
تہا اسلیے اللہ تعالی نی مومنین کی بیبیونکو امر فرمایا کہ لونڈی کی لباس کی مخالفت کرین
اور اپنی اوپر اپنی چادرونسے کچہہ لٹکا لین عورت اپنی منہہ کو ڈہانک لی مگر ایک آنکہہ
قریب نہی اسکی کہ وہ پہچان پڑین تو ایذا دیجاوین اللہ فرماتا ہے کہ یہ لائق تر ہی اسکے
کہ وہ پہچانی جاوین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہی کہ جس وقت یہ آیت یدنین
علیہن من جلابیبہن نازل ہوئی تو انصار کی بیبیان نکلین گویا اونکی سرونپر کوّے تہے
سکینہ یعنی وقار کی جہت سی اور اونپر چادرین سیاہ تہین جن کو وہ پہنے ہوئے تہین

روایت مین اسی طرح من الکمه کا لفظ ہی حالانکہ اسکے کچھ معنی نہین ہین کیونکہ مراد
تشبیہ دینا ہے سیاہ چادرون کی کوّے سی سکینت و وقار کی ساتھہ اونکا وصف
کرنا مراد نہین ہی جیسے کہتے ہین یعنی وقت تشبیہ سکون او وقار کے کان علی
رؤسہم الطیر گویا اونکے سرون پر پرندے ہین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
مروی ہے کہا کہ رحم کرے اللہ انصار کی عورتون کو کہ جس وقت یہ آیت
نازل ہوئی تو اونہون نے اپنی مروطکو پھاڑا پھر اونکو اپنے سرون پر ڈالا
پھر اونہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی گویا اونکے
سرون پر کوّے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آزاد
عورت لونڈی کا لباس پہنتی تھی اس لیے اللہ تعالی نے ایماندار بیبیون کو
حکم کیا کہ اپنے اوپر اپنی چادرون سے کچھ لٹکا لین چادر کا لٹکانا یہی ہے کہ مقنع
ڈال لی اور اوس کو اپنی پیشانی پر کس کر باندھ دے انس رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ ایک لونڈی نقاب ڈالی ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر گذری تو
وہ اوس پر درہ لیکر جھپٹے اور فرمایا اے لکاع تو آزاد عورتون کے مشابہ
بنتی ہے قناع کو ڈالدے صاحب فتح البیان دام ظلہ فرماتے ہین لکاع
ایک کلمہ ہے کہ جس شخص کو حقیر جانتے ہین جیسے غلام لونڈی خامل گمنام
کم عقل بے وقوف اون کے واسطے اس کلمے کو بولتے ہین جیسے تو کہے
ای خبیث عورتین اول اسلام مین اپنی عادت جاہلیت پر بتذل رہتی

نہین عورتیت درع وخمار مین باہر نکلتی آزاد ولونڈی مین کچہہ فصل وتمیز نہ تہا فتیان گبرو بہی قید لگ چہیڑتے جس وقت وہ واسطے قضای حاجت کے رات کو کہجورون اور گنجان درختون مین نکلتی تہین یہ چہیڑنا اونکا لونڈیون کو تہا کبہی لونڈی خیال کرکے حرہ کو بہی چہیڑتے تھے اس لیے اون کو حکم ہوا کہ اپنا لباس برخلاف لباس لونڈیون کے بنائین ملاحف پہنین سر اور موہنہ چہپائین تا کہ کوئی طمع کرنے والا اون مین طمع نکرے کذا فی مرأۃ النسوان ؁

خاتمہ

بیان ماسبق سی یہ بات ثابت ہوئی کہ راجح تحریم معصفر ہے عصفر سے رنگ سرخ حاصل ہوتا ہے اور وہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلہ حمراء پہنا تہا سو شافعیہ ومالکیہ وغیرہم قائل جواز لبس احمر ہین مگر عصفر کے سوا اور حنفیہ ہر سرخ رنگ کو مکروہ وحرام کہتے ہین لیکن ان کے سارے دلائل مخدوش ومجروح ہین تفصیل اس جرح کی کتاب ہدایۃ السائل مین ہے ابن القیم کا یہ کہنا کہ مراد حمراء سی مخطط ہے نہ احمر بحت خلاف ظاہر روایت ہے حافظ نے فتح الباری مین دربارہ جامہ سرخ رنگ سات مذہب نقل کیے ہین اور جانب جواز کو راجح کہا ہے یہی حق ہے رہا سفید وسیاہ وسبز ومزعفر وملونات سو سب کا جواز احادیث سے واسطے مردون کے ثابت ہے

ابن عمر سے رفعا و قفا رنگ زعفرانی کا پہننا ثابت ہوا ہے رواہ احمد
واہل السنن بلکہ یہ رنگ حضرت کو سب سے زیادہ محبوب تھا اور سوا اس
رنگ کی اولمن بزعفران بھی ثابت ہے اور جس کپڑے پر صورت صلیب کے
یا اور کسی حیوان کی ہو اوسکا پہننا درست نہیں ہے حدیث عائشہ اسپر
دلیل ہے رواہ البخاری وغیرہ ابو داود و احمد کا لفظ یہ ہے لم یکن یترک فی بیته
ثوب فیه تصالیب الا نقضه واخرجه النسائی ایضا ان بتصویر درخت و
نحوہ کی لاباس ہے اور پہننا قمیص وعمامہ کا ثابت ہے رہا پاجامہ سو
حدیث ابو امامہ میں فرمایا ہے تسرولوا واتزروا وخالفوا اهل الکتاب
رواہ احمد والطبرانی فی سند حسن اور بہت سے ائمہ نے تصریح کی ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراویل خریدا کی ظاہر یہی ہے کہ واسطے
پہننے کے مول لی ہوگی ابن القیم نے لکھا ہے کان صلی اللہ علیه وآله و
سلم یلبس القلنسوة بغیر عمامة ویلبس العمامة بغیر قلنسوة انتهی
اس صورت میں یہ کہنا کہ تنہا کلاہ پہننا زی مشرکین ہے کما افاد صحیح نہ
ہوگا تحنیک عمامہ سنت ہے اور ترک اوسکا زی عجم ہے ع تحت الحنکی
بزیر دستار کسی * اور پہننا ثوب مخلوط بحریر کا ممنوع ہے جسکو آج کل مشروع
کہتے ہیں بنظر دلیل ورنہ جمہور قائل اباحت ہیں تفصیل ان مباحث کی
کتاب دلیل الطالب میں مرقوم ہے اوس کی طرف رجوع کرنا چاہیے ف

اس۔ ۱ہ آخر میں جو تنقیح باستعمال کل و مشابہ و مشاہدہ ساکن
و مناظر این اساثات مجموعہ و تحقیق ہیں اسی طرح ملابس میں بھی مشابہات
عجیبہ و غریبہ ظاہر ہوتے ہیں اہل کتاب کی ایک وضع خاص ہے اور
ہنود کی بھی طرز مخصوص ہے اور ترک اپنے طور کا لباس پہنتے ہیں و فرس
و غیرہ اپنے ڈھنگ کا لیکن جو لوگ ان میں اسلام کے قائل ہیں وہ لباس
میں باہم طرز قدیم خود میں کوئی اور ان میں استحکام اتباع سنن و آداب لباس
کا طریقہ یا تورہ حق میں مرد و زن کے نہیں رکھتا ہے علی الخصوص مسلمانان
ہند سب سے زیادہ آزادگی میں رہتے ہیں جس کے جی میں جس طرح کا
تراش خراش پسند آتا ہے وہ اوسی کو اختیار کرتا ہے خواہ زی دین کا ہو
یا زی فسق یا زی کفر تنوع کا مقدار اس درجہ تک پہونچا ہے کہ ایک شہر
یا ایک محلہ یا ایک گھر میں بھی اتحاد وضع کا نہیں ہے اور کسی جگہ تلفیق
ایسے ملابس کی یعنی ٹوپی کسی قوم کی اور پاجامہ کسی قوم کا اور جوتا کسی
تلافی کا غرضیکہ لوگ صد دستار و صد گفتار و ہزار رفتار و ہزار کردار ہو گئے
ان باغی منتسبان اسلام نے بالکل اہل اسلام کو اون کی ہیئت قدیم و شکل
اسلاف و صورت و سیرت اسلامی سے بدل دیا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ سارا لباس
مروج غیر ماثور حرام محض یا ناجائز محض ہے اگرچہ غالبا ایسا ہی حال ہے
بلکہ بعض اوضاع جائز ہوں گے گو ماثور سلف نہوں لیکن وضع سلف پر زمرہ

علمار ومشائخ میں فی ہزار سو نفر بھی معلوم نہیں ہوتی کہ ہم جمیا اور بیان
کے سلسلین پیر مرد ہون یا عورت کیا حسرت و افسوس ظاہر کرین کہ حرمین
شریفین کا لباس بھی گو طریقہ عرب پر کہلاتا ہے اور مشابہ قبائل وعشائر
عرب سے ہے لکن سنت کی شکل سے بنہایت دور اور حسرت وخیال دیکھو سما ہے
نہایت نزدیک ہے جب مردون کا یہ حال ہے کہ اونہون نے اپنی وضع قدیم
روش چھوڑ دی اور فساق عجم کی اوضاع مخترعہ روز افزون پسند کیے تو
زنان ناقص العقل والدین کا کیا ذکر ہے کہ فی الحال مستورات اکثر اہل اسلام
نے وہ وضع اختیار کی ہے جو شرعاً حرام ہے اور بزبان شارع پہ لعنت
آئی ہے جس کو دیکھ بیحیائی کا جامہ پہنے ہوے ہے نہ اللہ کا ڈر نہ رسول ع
سے حیا اگر یہ بات نہ تھی کہ پوری شکل زنان عرب کی سی ہوتی تو بھلا
اتنا تو ہونا ضرور تھا کہ استحقاق لعنت سے بچ جاتیں مباح پر قصر ہوتا دوپٹہ
سر سے گرا رہتا ہے انگیا ایسی باریک کہ سارا سینہ منکشف ہوتا ہے کرتی
اتنی چھوٹی کہ شکم و ناف ظاہر ہے پاجامہ وہ جو واصف بقیہ ستر ہے اگر
کلی دار ہے تو اسراف صریح ہے اور اگر چوڑی دار ہے تو ہر دو قدم مکشوف
ہین لباس و جامہ وہ باریک جو کسی عضو کا ساتر نہین ہے بعض عورتین
نعلین مردانہ وانگرکھہ وصدریہ کا استعمال رکھتی ہین حالانکہ اس فعل پر
لعنت آئی ہے بالجملہ کار خانہ دین وایمان کا برہم اور لباس اسلام کا

ورسم ہوگیا ہی ہندا یہ لوگ مسلمان با ایمان ہین اور غیر کی وضع پر
طاعن اور اپنی قماش وخراش وایجاد ونازبجا پر نازان وکان امر الله
قدرا مقدورا وهذا آخر الرسالة والحمد لله اولاً وآخراً آج روز دوشنبہ
۲۴ رمضان المبارک سنہ ۱۳۰۵ ہجری کو باوجود تشتت
حواس کے چار دن مین یہ رسالہ بعونہ تعالی
وصونہ تمام ہوا والحمد لله الذی
بنعمتہ تتم الصالحات

ہ ہ ہ